

## کربلا میں حسینؑ کا قاتل کون؟

کربلا کے صحیح واقعہ کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اسلام کی بنیادی معلومات کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔ مثلاً یہ کہ صرف اسلام ہی کیوں دنیا کے تمام مذاہب کے مقابلے میں اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے؟ اللہ نے انسانوں کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا؟ انبیاء کو اللہ نے دنیا میں کس مقصد کے لئے بھیجا؟ صحابہ کون کہا جاتا ہے؟ صحابہؓ کے فضائل کیا تھے؟ خلفاء راشدین کون تھے؟ کربلا کا واقعہ کب اور کیسے ہوا؟ حسینؑ کو کس نے شہید کیا؟ وغیرہ وغیرہ ایسے ہی بنیادی اہم معلومات کو لے کر اس موضوع کو آپ کے سامنے پیش کیا جائیگا جس سے انشاء اللہ بے اعتمادی جو ہمارے معاشرے میں کربلا کے صحیح واقعہ کے بارے میں پائی جاتی ہے وہ دور ہو جائیگی۔ تقریباً ہر مسلمان اس واقعہ کا نام تو جانتا ہے لیکن اس کی حقیقت کے بارے میں وہ صرف سنی سنائی باتوں پر یقین رکھتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میڈیا جو اس واقعہ کی بہت تشہیر کرتا ہے ہر مسلمان اس کو جاننا چاہتا ہے لیکن وہ جان نہیں پاتا۔ لیکن انشاء اللہ اگر آپ اس مضمون کو مکمل پڑھ اور سمجھ لیں تو آپ پر حقیقت واضح ہو جائیگی۔ اب ہم اس موضوع کو ترتیب سے شروع کرتے ہیں۔

### اللہ نے انسانوں کو کیوں پیدا کیا؟

اللہ نے دنیا میں انسانوں کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا اس کے بارے میں قرآن میں آتا ہے کہ

**"ہم نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں" [الذّٰرئۃ، پارہ۔ 27، آیت۔ 56]**

اس آیت میں انسان کی پیدائش اور اس دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد اللہ نے بیان فرمادیا کہ عبادت کرنی ہے تو صرف اللہ کی عبادت کرنی ہے کسی اور کی نہیں۔

### اللہ نے انبیاء کو کیوں بھیجا؟

جب اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا تو پھر ان کی ہدایت کا بندوبست بھی کیا۔ اس کے لئے اللہ نے انبیاء کو اس کام کی ذمہ داری دی۔ آدمؑ کی پیدائش سے ہمارے نبی ﷺ تک بے شمار انبیاء اللہ نے اس دنیا میں ہم انسانوں کی رہنمائی کے لئے بھیجے۔ ان کی تعداد اندازاً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان انبیاء کی تبلیغ کا بنیادی نکتہ ایک ہی تھا۔ ان تمام انبیاء نے لوگوں کو صرف اللہ کی عبادت کی طرف بلایا اور شرک سے روکا۔ سب کی دعوت کا بنیادی مقصد "لا الہ الا اللہ" تھا۔ قرآن میں آتا ہے کہ "آپ ﷺ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔ (الاعنیا۔ پارہ۔ 17، آیت۔ 25)

### انبیاء کا مقام کیا ہے؟

قرآن میں انبیاء کا مقام بتایا گیا ہے کہ "آپ ﷺ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا ان کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔ (الاعنیا۔ پارہ۔ 17، آیت۔ 25)

اس آیت میں اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ انبیاء پر وحی اترتی تھی ان کو اللہ وحی کے ذریعے آگاہ کر دیا کرتا تھا۔ بد قسمتی سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد انبیاء کی اس قدر کو نہیں سمجھ پا رہی ہے اور وہ اپنے اماموں، پیروں، نجومیوں اور علماء کو بھی اس صف میں کھڑا کر دیتے ہیں۔

### چند انبیاء کے نام

بد قسمتی سے ہم دنیا کی زندگی میں اتنے مصروف ہو گئے ہیں کہ ہمیں انبیاء کے ناموں کے بارے میں بھی علم نہیں ہے۔ اگرچہ قرآن اور احادیث میں تمام انبیاء کے نام نہیں ہیں چند کے ہیں لیکن ہمیں ان چند کے نام بھی مشکل سے معلوم ہیں۔ ان انبیاء میں سے آدم، ابراہیم، اسماعیل، یوسف، یعقوب، یونس، ایوب، لوط، نوح، سلیمان، ادریس، یحییٰ، زکریا، موسیٰ، عیسیٰ، ہمارے آخری نبی محمد ﷺ۔

### نبی ﷺ سے پہلے عرب کی حالت

عرب کا نام جس کو آج کل سعودی عرب کہتے ہیں۔ اب سے کوئی ساڑھے چودہ سو سال پہلے وہاں عجیب گمراہیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اللہ کے دین کو لوگ بھول گئے تھے اور سنگتوں، بتوں اور انبیاء کی صورتوں کے پجاری تھے، کعبہ جس کو اللہ نے اپنا گھر قرار دیا اس میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ جن میں مریم، ابراہیم اور اسماعیل کی شکلیں بھی بت کی صورت میں تراش کر رکھی ہوئی تھیں۔ اس شرک اور اللہ کی توحید کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کو ختم کرنے اور معاشرے کو پر امن بنانے کے لئے اللہ نے نبی ﷺ کو بھیجا۔ آپ ﷺ کی پیدائش 12 یا 9 ربیع الاول اور عیسوی کلینڈر کے مطابق آپ ﷺ 20 یا 22 اپریل سن 571 میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔

### ہمارے آخری نبی ﷺ کی دعوت

اللہ کے آخری نبی محمد ﷺ پر اللہ نے 40 سال کی عمر میں وحی نازل کی۔ آپ ﷺ پر وحی نازل کرنے کے بعد اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ مکہ کے مشرکین کو کھل کر توحید کی دعوت دیں۔ آپ ﷺ نے صفا پہاڑ پر تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان سب کو "لا الہ الا اللہ" کی دعوت دی۔ یہ دعوت سن کر لوگ آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے لیکن چند لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ ﷺ کے ساتھی ہو گئے۔ رفتہ رفتہ آپ ﷺ یہ دعوت دیتے رہے اور آپ ﷺ کے صحابہ کی تعداد بڑھتی رہی۔ لیکن مکہ کے مشرکین کو آپ ﷺ کی یہ دعوت پسند نہ تھی اور وہ آپ ﷺ کے جان کے دشمن ہو گئے۔ آپ ﷺ کو اللہ کے حکم سے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنی پڑی۔

### سن ہجری کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟

اسلامی تاریخ یعنی سن ہجری کی بنیاد واقعہ ہجرت کو بنایا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے نبوت کے تیرہویں سال ذوالحجہ یعنی بارہویں مہینے کے آخر میں کافروں کے تنگ کرنے پر مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور اس کے بعد جو چاند طلوع ہوا وہ محرم کا تھا۔ اس طرح اسلامی سال یعنی ہجری سال کا پہلا مہینہ محرم طے پایا۔ جس طرح عیسوی سال کا آغاز جنوری کے مہینے سے ہوتا ہے اسی طرح اسلامی سال جس کو ہجری سال کہتے ہیں اس کا آغاز محرم کے مہینے سے ہوتا ہے۔ عیسوی سال جس کو ہم انگریزی سال کہتے ہیں اس میں 12 مہینے ہوتے ہیں اسی طرح ہجری سال یا اسلامی سال میں بھی بارہ مہینے ہوتے ہیں جو کہ محرم الحرام، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی۔



رجب۔ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذی القعد۔ ذی الحج۔

### ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ کا مطلب کیا ہے؟

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ یعنی اللہ کے علاوہ کوئی نبی، بہت فرشتہ، جن، وغیرہ عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت یعنی اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت اگر کسی اور میں مائی گئی تو وہ شرک ہے۔ مکہ کے مشرکین اللہ کو مانتے تھے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے کہ "ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنائے، کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں گے اللہ ان میں فیصلہ کر دے گا اس بات کا جس میں اختلاف کر رہے ہیں بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا بڑا شکر اہو۔ [سورۃ الزمر 3/39] اس آیت کے مطابق مکہ کے مشرکین اللہ کو مانتے تھے لیکن اس کے لئے بتوں اور لٹیوں اور بزرگوں کو خوش کرنے کے لئے ان کی عبادت بھی کیا کرتے تھے۔ اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو اس شرک سے منع کیا لیکن وہ آپ ﷺ کی جان کے دشمن ہو گئے۔

### صحابہؓ کا کیا مطلب ہے؟

وہ مرد یا عورت جنہوں نے آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کو دیکھا اور اللہ اور آپ ﷺ پر ایمان لائے اور ایمان کی حالت میں وفات پائی وہ لوگ صحابہ کہلاتے ہیں۔ اگر مرد ہے تو صحابی کہتے ہیں اور اگر عورت تو صحابیہ کہتے ہیں۔

### صحابہؓ کے نام اور فضائل

یوں تو بے شمار صحابہؓ کے دور میں تھے۔ سب کے سب اللہ کے ہاں پسندیدہ تھے۔ جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ مرد صحابہؓ کے نام ابو بکرؓ، عمرؓ، حمزہؓ، عثمانؓ، علیؓ، خالد بن ولیدؓ، ابوسفیانؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، بلالؓ، حسنؓ، حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، معاویہؓ، طلحہؓ، زبیرؓ۔

عورتوں میں خدیجہؓ، فاطمہؓ، عائشہؓ، حفصہؓ، ام کلثومؓ، ام حبیبہؓ، ام درودہؓ،

### صحابہؓ کے بارے میں قرآن کا فرمان

ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ (صحابہؓ) ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمت ہیں۔

(محمد، پارہ۔ 26، آیت۔ 29)

### صحابہؓ کے بارے میں احادیث

ان فضائل کو پڑھنے کے بعد ہم ان صحابہؓ کی شان کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کس قدر عظیم القدر صحابہؓ تھے۔ اسی لئے اللہ نے قرآن میں ان کے بارے میں فرمایا "رضی اللہ عنہم اور رضو عنہ" میں ان سے راضی ہو گیا اور یہ مجھ سے۔

### عمرؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کی زوجہ مبارکہ حفصہؓ کے والد تھے)

انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ داخل ہوا میں جنت میں یعنی عام رویا میں سو دیکھا میں نے ایک محل میں نے کہا یہ (محل) کس کا

ہے۔ فرشتوں نے کہا پھر لیش کے ایک جوان کا ہے میں نے خیال کیا کہ میں ہوں پھر کہا میں نے وہ کون ہے فرشتوں نے کہا وہ عمرؓ ہیں۔

جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 663

ابوبکرؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کی زوجہ مبارکہ عائشہؓ کے والد تھے)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کا احسان ہم پر ایسا نہیں جس کا بدلہ ہم نے نہ کر دیا ہو سو ابوبکرؓ کے۔ ابوبکرؓ کا جو احسان ہم پر ہے اس کا بدلہ ان کو اللہ قیامت میں دے گا، اور اتنا نفع مجھ کو کسی کے مال نے نہ دیا جتنا نفع میں نے ابوبکرؓ کے مال سے پایا۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 652

عثمانؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کی دو بیٹیوں کے شوہر تھے)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے، آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ تھے، پہاڑ پہنچے لگا، آپ ﷺ نے لات ماری اور فرمایا احد تھما رہے تھے پر ہے کون، ایک پیغمبر ہیں ایک صدیق (یعنی ابوبکرؓ) اور دو شہید (یعنی عمرؓ اور عثمانؓ)۔

بخاری، جلد 2، کتاب المناقب، حدیث 438

عائشہؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کی زوجہ مبارکہ اور ابوبکرؓ کی بیٹی تھیں)

انسؓ سے روایت ہے کہ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو لوگوں میں کون زیادہ پیارا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ لوگوں نے عرض کی کہ مردوں میں آپ ﷺ نے فرمایا ان کے باپ یعنی ابوبکرؓ۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 732

ابو ہریرہؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کی سب سے زیادہ حدیثوں کو یاد رکھنے والے صحابی تھے)

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے بہت حدیثیں بیان کیں اور اللہ جانچنے والا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار ابو ہریرہؓ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے اور میں تم سے اس کا سبب بیان کرتا ہوں۔ میرے بھائی انصاری جو تھے وہ اپنی زمین کی خدمت میں مشغول رہتے اور جو مہاجرین تھے وہ ہزار کے معاملوں میں اور میں اپنا پیٹ بھر کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تو میں حاضر رہتا اور وہ غائب ہوتے اور میں یاد رکھتا وہ بھول جاتے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دن کون تم سے اپنا کپڑا اچھا تا ہے اور میری حدیثیں سنتا ہے پھر اس کو اپنے سینے سے لگا دے تو جو بات سنے گا وہ نہ بھولے گا۔ میں نے اپنی چادر بچھا دی یہاں تک کہ آپ حدیث سے فارغ ہوئے پھر میں نے اس چادر کو سینے سے لگا لیا اس دن سے میں کسی بات کو جو آپ ﷺ نے بیان کی نہیں بھولا۔ اور اگر یہ دو آیتیں نہ ہوتیں جو قرآن میں اتری ہیں تو میں کسی سے کوئی حدیث بیان نہ کرتا ان آیتوں کا ترجمہ یہ ہے جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے اتاریں نشانیاں اور ہدایت کی باتیں ان پر لعنت ہے۔

مسلم، جلد 6، کتاب الفضائل، صفحہ 165

علیؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے یعنی فاطمہؓ کے شوہر تھے)

جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے علیؓ سے فرمایا تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے لیکن اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں جیسے ہارون تھے۔

جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 685

معاویہؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کی زوجہ مبارکہ ام حبیبہؓ کے بھائی تھے)

عبد الرحمن بن ابی عمیرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے معاویہؓ کے لئے دعا کی کہ یا اللہ اس کو ہدایت پر اور ہدایت یافتہ کر دے اور لوگوں کو اس سے ہدایت کر۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 719



### فاطمہؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کی بیٹی اور علیؓ کی زوجہ مبارکہ تھیں)

مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اور وہ منبر پر تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ (ابو جہل) نے مجھ سے اجازت چاہی کہ ہم اپنی لڑکی کو بیاہ دیں سو میں اجازت نہیں دیتا نہیں دیتا مگر اگر ارادہ ہو علیؓ کا تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے اس لئے کہ میری بیٹی (فاطمہؓ) میرا کلوا ہے۔ برا لگتا ہے مجھے جو اسے برا لگے اور ایذا (تکلیف) ہوتی ہے مجھ کو جس سے اسے ایذا ہو۔

جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 727

### حسنؓ اور حسینؓ کی فضیلت (جو نبی ﷺ کے نواسے اور علیؓ اور فاطمہؓ کے بیٹے تھے)

ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

ترمذی، جلد 2، صفحہ 697

### نبی ﷺ کی کفار و مشرکین سے جنگیں

جب کفار و مشرکین نے نبی ﷺ اور ان کے صحابہؓ کو مدینہ میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا تو پھر اللہ نے نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ کفار و مشرکین سے مسلمانوں نے پہلی لڑائی بدر کے مقام پر سن 2 ہجری میں لڑی۔ اس لڑائی میں مشرکین مکہ کو شکست ہوئی۔ سن 3 ہجری میں جنگ احد ہوئی۔ سن 5 ہجری میں خندق کے مقام پر جنگ ہوئی۔ سن 7 ہجری میں صلح حدیبیہ ہوئی مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان۔ سن 7 ہجری ہی میں غزوہ خیبر ہوئی یہ جنگ یہودیوں سے ہوئی اور یہودیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ سن 8 ہجری میں مسلمانوں نے نبی ﷺ کے ساتھ مل کر مکہ کو بغیر کسی لڑائی کے فتح کر لیا کیونکہ مشرکین اور کفار جنگیں ہار کر اپنی ہمت توڑ چکے تھے۔ 9 ہجری میں غزوہ تبوک ہوئی۔ اس کے علاوہ بھی کئی جنگیں مسلمانوں نے مشرکین اور منافقین سے کیں جس میں مشرکین اور منافقین کو نہ صرف عبرت ناک شکستیں ہوئیں بلکہ مکہ، مدینہ، شام بلکہ تمام جزیرہ عرب مسلمانوں کے زیر اثر آ گیا۔ مشرکین مکہ اور کفار نے جب یہ دیکھا کہ اب ہم مسلمانوں کا مقابلہ جنگوں سے نہیں کر سکتے تو پھر انھوں نے سب سے بڑے ہتھیار کا سہارا لیا وہ ہتھیار تھا "منافقت"

### منافق کی پہچان؟

شرک کرنے والا چونکہ اللہ کو بھی مانتا ہے لیکن اس کے ساتھ بے شمار شرک بھی پھیلاتا ہے اسلئے فطری طور پر کیونکہ وہ اپنے پیدا کرنے والے رب کو دھوکہ دینے کی عادت بنا لیتا ہے اسلئے وہ مومن کو دھوکہ دینے میں کوئی شرم یا گناہ محسوس نہیں کرتا۔ نبی ﷺ کے دور میں بھی یہ منافق موجود تھے لیکن اللہ ہمارے نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے سے ان منافقوں کی حرکتوں کے بارے میں آگاہ کر دیتے تھے۔ لیکن نبی ﷺ کے وفات کے بعد یہ منافق زور پکڑ گئے اور انہوں نے صحابہؓ کے لئے بڑے مسائل پیدا کئے۔ ان منافقوں کے بارے میں اللہ نے قرآن میں فرمایا۔

"اور جب ایمان والوں سے ملے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو

تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ان سے مذاق کرتے ہیں۔ [البقرہ۔ پارہ 1۔ آیت نمبر 14]

جو منافق ہو گا وہ مشرک بھی ہو گا اور جو مشرک ہو گا وہ منافق بھی ہو گا۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ نبی ﷺ کے دور میں جو بھی منافق تھے اللہ جی کے ذریعے نبی ﷺ کو آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ اسلئے نبی ﷺ نے کبھی کسی منافق کو صحابہؓ کا درجہ نہیں دیا اور نہ ہی اس کے فضائل بتائے جبکہ وہ لوگ جو صحابہؓ کو برا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں وہ دراصل اللہ کی نبی ﷺ کی نبوت پر اعتراض کرتے ہیں۔

### نبی ﷺ کی وفات

12 ربیع الاول سن 11 ہجری بمطابق 8 جون سن 632 عیسوی میں آپ ﷺ کی وفات 63 سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت مشرکین اور منافقین ہر لحاظ سے مسلمانوں سے خوفزدہ تھے۔ لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد مشرکین اور منافقین نے صرف منافقت کرنے پر اکتفا کیا کیونکہ اب نبی ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تھا اور یہ منافق آرام سے مسلمانوں کو دھوکہ دے سکتے تھے۔

### خلیفہ اول ابو بکرؓ

جب نبی ﷺ کی وفات ہو گئی تو مسلمانوں نے ابو بکرؓ کو اپنا پہلا خلیفہ منتخب کیا آپؓ سن 11 ہجری سے 13 ہجری تک مسلمانوں کے خلیفہ رہے آپؓ نے 2 سال 3 مہینے اور 10 دن تک حکومت کی۔ آپؓ نے منافقین اور مشرکین کو مٹانے نہ دیا۔ ان دو برسوں میں آپؓ نے بڑی فتوحات حاصل کیں۔

### خلیفہ دوم عمرؓ

عمرؓ اسلام کے خلیفہ دوم تھے۔ آپؓ نے کل ساڑھے دس سال حکومت کی اور 27 ذی الحجہ 23 ہجری میں شہادت پائی۔ آپؓ کے دور حکومت میں 22511030 مربع میل زمین پر مسلمانوں کا قبضہ تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کفار اور مشرکین پر کس اچھے انداز سے قابو پایا گیا تھا کہ وہ کسی بھی جنگ کی ہمت نہ رکھتے تھے۔

### خلیفہ سوم عثمانؓ

عثمانؓ اسلام کے تیسرے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپؓ کے دور میں یہودیوں نے "منافقت" کا راستہ بڑے پر عزم طریقے سے اختیار کیا اور "عبداللہ بن سبا منافق" کو اس کام کے لئے تیار کیا۔ اس نے مسلمان کاروبار و حال کر یہودیوں کے لئے کام کیا اور مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچایا۔ جب اس نے دیکھا کہ علیؓ نبی ﷺ کے بہت قریبی رشتہ دار ہیں اگر ان کے نام پر عثمانؓ کے خلاف کام کیا جائے تو بڑا کامیاب ہو گا۔ عرب میں عبداللہ بن سبا اپنا کام نہ کر سکا کیونکہ یہاں صحابہؓ کی کافی بڑی تعداد موجود تھی اسلئے اس نے عراق کے علاقے کا انتخاب کیا کیونکہ یہ علاقہ مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا لیکن یہاں پر اب بھی وہاں کے لوگوں کے دلوں میں ایرانی بادشاہ کی محبت اور مسلمانوں کے خلاف نفرت تھی۔ وہاں جا کر عبداللہ بن سبا نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ یہ کیا بات کہ نبی ﷺ کے رشتہ دار یعنی علیؓ تو یوں ہی بیٹھے رہیں اور ادھر ادھر کے لوگ خلیفہ بن جائیں۔ ابھی وقت ہے کہ عثمانؓ کو ہٹا کر علیؓ کو خلیفہ بنا دو۔ لیکن چونکہ بصرہ عراق میں صحابہؓ کی بہت ہی تھوڑی تعداد تھی جو نہ ہونے کے برابر تھی اسلئے کوئی عبداللہ بن سبا کی باتوں کا جواب نہ دے سکتا اگر صحابہؓ ہوتے تو جواب دیتے کہ نبی ﷺ اپنے خاندان کو خلافت دلائے نہیں بلکہ دین کو پھیلانے آئے تھے لیکن ایسا نہ ہو سکا اور لوگ آہستہ آہستہ اس کی باتوں سے متاثر ہو کر عثمانؓ کے



خلاف ہوتے گئے۔ جب بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر کو عبداللہ بن سبا کی منافقت کی خبر ملی تو اس کو بصرہ سے نکال دیا اور یہ پھر کوفہ پہنچ گیا۔ وہاں سے بھی نکلوا دیا گیا پھر یہ شام پہنچا لیکن وہاں معاویہ گورنر تھے جنہوں نے اس کو وہاں سے بھی نکال دیا۔ عبداللہ بن سبا کو چونکہ تمام اسلام دشمن لوگوں کی پشت پناہی حاصل تھی اسلئے وہ اس کام کو چلانے کے لئے پروپیگنڈہ کرتا رہا۔ عبداللہ بن سبا شام سے نکالے جانے کے بعد مصر پہنچا اور وہاں کام شروع کیا اور ایک اچھی خاصی جماعت بنالی جو عثمانؓ کے خلاف ہو گئے۔

عثمانؓ بڑے نرم طبیعت کے صحابی تھے۔ عثمانؓ کو یہ منافقین عبداللہ بن سبا کے اشارے پر مختلف علاقوں سے خطوط بھیجتے اور ان علاقوں کے گورنروں اور قاضیوں کی خراب کارکردگی بیان کرتے جو کہ سراسر جھوٹ ہوتی اس طرح آپؓ کو پریشان کرتے اور آپؓ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے۔ چونکہ عبداللہ بن سبا منافق اپنے ساتھ دوسرے منافقوں کو بھی شامل کرتے جا رہے تھے اور تعداد بڑھاتے جا رہے تھے۔ اس طرح عثمانؓ کے لئے انہوں نے ایک بڑا فتنہ کھڑا کر دیا۔

آخر کار عثمانؓ کو 22 دن کے محاصرہ کے بعد 18 ذی الحجہ سن 35 ہجری کو شہید کر دیا۔ آپؓ نے 8 سال تک حکومت کی جس میں بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔

### خليفة چارم علیؓ

عثمانؓ کی شہادت کے بعد صحابہؓ اور دیگر مسلمان بہت پریشان ہوئے۔ شام کے گورنر معاویہؓ نے علیؓ سے مطالبہ کیا کہ وہ باغی اور منافق جنہوں نے عثمانؓ کو شہید کیا ان کو سزا دی جائے جو علیؓ کو خلیفہ منتخب کرنے میں سب سے آگے تھے۔ کیونکہ عبداللہ بن سبا نے لوگوں کو اسی بات پر جمع کیا تھا کہ علیؓ کا حق خلافت کا زیادہ ہے جبکہ کسی اور کو خلیفہ نہیں ہونا چاہیے۔ علیؓ سے عثمانؓ کے خون کا قصاص صرف معاویہؓ نے نہیں کیا بلکہ، عائشہؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور دیگر کئی صحابہؓ نے مختلف علاقوں سے کیا۔ لیکن علیؓ کے لئے مشکل یہ تھی کہ باغی چاروں طرف سے ایسے چھا گئے تھے کہ ان کے خلاف کچھ کرنا تو بڑی بات تھی کچھ کہنا بھی مشکل تھا۔ علیؓ چاہتے تھے کہ حالات ذرا ٹھیک ہوں تو پھر ان باغیوں سے نمٹا جائے لیکن معاویہؓ، عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ اور دیگر صحابہؓ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ باغی علیؓ کی بیعت بھی کر چکے ہیں اور علیؓ کی فوج میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔ یہ باغی نہ صرف تمام مسلمانوں کے لئے خطرہ ہیں بلکہ علیؓ کے لئے بھی خطرہ ہیں۔ یہ باغی صرف مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں اور یہودی، ہشرکین، کفار اپنا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتے ہیں۔ معاویہؓ نے علیؓ کے ہاتھ پر بیعت صرف اسلئے نہیں کی کہ وہ چاہتے تھے کہ باغیوں کو اگر سزا دے دی جائے تو آئندہ کسی منافق کی ہمت نہ ہوگی کہ وہ کسی صحابیؓ کو شہید کر سکے۔

### جنگ جمل اور جنگ صفینؓ

جنگ جمل وہ جنگ تھی جو منافقین اور باغیوں نے بھڑکائی یہ باغی جو علیؓ کی فوج میں موجود تھے انہوں نے عائشہؓ اور علیؓ کے درمیان ہونے والی رضامندی کو جنگ میں بدل دیا۔ اس رضامندی کے بعد علیؓ قاتلان عثمانؓ کو سزا دیئے اور عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ اور دیگر صحابہؓ علیؓ کی بیعت کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ لیکن منافقین نے جب یہ اتحاد دیکھا تو آپس میں منصوبہ بنایا کہ دونوں طرف باغی ایک دوسرے پر تیر پھینکیں گے اور علیؓ کی فوج میں شامل باغی شور مچا دیں گے کہ عائشہؓ کے لوگوں نے تیر پھینکے اور عائشہؓ کی فوج کی طرف تیر پھینکے جائیں گے تو جو باغی یہاں سے وہاں

گئے وہ شور مچا دینگے کہ یہ علیؑ کی فوج نے پھینکے۔ انھوں نے پھر اسی طرح کیا اور اپنے منصوبے میں کامیاب ہوئے اور جنگ جمل ہوئی۔ دوسری جنگ جنگ صفین تھی جب علیؑ نے باغیوں کے کہنے پر معاویہؓ کو شام کی گورنری سے ہٹانا چاہا تو معاویہؓ نے انکار کر دیا کیونکہ معاویہؓ جانتے تھے کہ علیؑ بے بس ہیں اور وہ ایسا صرف دباؤ میں آکر کر رہے ہیں کیونکہ باغیوں نے علیؑ کی فوج اور اعلیٰ عہدوں پر قبضہ کیا ہوا ہے اگر معاویہؓ بھی اپنے عہدہ سے ہٹ گئے تو باغی پورے عرب پر قابض ہو جائیں گے اور مسلمانوں کا قتل عام کرینگے اسلئے معاویہؓ نے انکار کیا اور کہا کہ اگر آپ قاتلان عثمانؓ کو سزا دینگے تو میں بیعت کرونگا۔ اس طرح علیؑ اور معاویہؓ کے درمیان جنگ صفین ہوئی۔

### علیؑ کی اپنے فوجیوں کے بارے میں رائے

علیؑ کی فوج میں ایک بڑی تعداد باغیوں اور قاتلان عثمانؓ کی بھی اسلئے وہ خود بھی بے بس تھے کہ ان سے کس طرح جان چھڑا سکیں۔ ان فوجیوں اور باغیوں کے بارے میں علیؑ کے الفاظ سنئے جو انہوں نے "نہج البلاغہ" میں لکھیں ہیں۔

"میں روز اول سے تمھاری ندراری کے انجام کا انتظار کر رہا ہوں اور تمھیں فریب خوردہ لوگوں کے انداز سے پہچان رہا ہوں" (صفحہ 45)

"میں تو تم میں سے کسی کو لکڑی کے پیالہ کا بھی امین بناؤں تو یہ خوف رہے گا کہ وہ کنڈالے بھاگے" (صفحہ 69)

"میں اپنے اصحاب کو سرکش کرتے ہوئے (قوم) کب تک میں تمھارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کروں خدا کی قسم ذلیل وہی ہوگا جس کے تم جیسے مددگار ہونگے (مدد)۔ خدا تمھارے چہروں کو ذلیل کرے۔" (صفحہ 119)

"خدا گواہ ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ معاویہؓ مجھ سے درہم و دینار کا سودا کر لے کہ تم میں سے دس لے کر ایک دیدے۔" (صفحہ 189)

اس طرح کے کئی اقوال جو علیؑ سے منسوب ہیں نہج البلاغہ میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان کو پڑھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ علیؑ بھی اپنے فوجیوں سے تنگ تھے اور ان کا مکر فریب اور ان کے باغی اور قاتلان عثمانؓ ہونے کو خوب جانتے تھے لیکن بے بس تھے۔ ان کی اسی بے بسی کی وجہ سے معاویہؓ ان کی بیعت نہ کرتے تھے۔

### علیؑ کی شہادت

انہی لوگوں نے جو عثمانؓ کی شہادت میں شریک تھے اور معاویہؓ اور دیگر صحابہؓ جس خطرہ سے ڈر رہے تھے وہی ہوا کہ ان باغیوں نے علیؑ کو بھی شہید کر دیا۔ آپؑ 15 رمضان 40 ہجری کو مسجد میں آپؑ کے سر پر باغی منافق نے تلوار ماری اور آپؑ 17 رمضان کو شہید ہو گئے۔ عبد اللہ بن سبا کا بنایا ہوا جال علیؑ کو بھی پھنسا گیا اور یوں منافقین نے عثمانؓ کے بعد علیؑ کو بھی شہید کر دیا۔ ایسے حالات میں صرف معاویہؓ ہی تھے جو ان منافقین اور مشرکین سے صحیح نمٹ سکتے تھے۔

### حسنؓ کی خلافت

علیؑ کی شہادت کے بعد حسنؓ کو خلیفہ بنایا گیا۔ حسنؓ نے 6 ماہ کی خلافت کے بعد نبی ﷺ کی اس پیش گوئی کو پورا کیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بوکرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے کمیرا یہ بیٹا سوار ہے اور شام و اندلس کی وجہ سے دو گروہ مسلمان کے درمیان صلح کراوے۔" (بخاری، جلد 3-صفحہ 889)



### معاویہؓ کی خلافت

جب حسنؓ نے باغیوں کو علیؓ کی شہادت کے بعد مزید بے لگام ہوتے دیکھا تو معاویہؓ سے صلح کر لی اور خلافت معاویہؓ کو دے دی۔ حسنؓ نے خود بھی اور تمام مسلمانوں نے معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یوں مسلمان دوبارہ ایک جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ اور مشرکین اور دشمنان اسلام جو منافقت کا لباس پہن کر اپنے آپ کو اہل بیت سے محبت کرنے والا ظاہر کر کے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے تھے معاویہؓ کی خلافت کے بعد ان کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ یوں ربیع الاول 41 ہجری میں معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

معاویہؓ کے اقتدار سنبھالنے کے بعد ایک تو مسلمانوں نے دوبارہ ہر حدوں کو غلط کیا اور غیر مسلموں کے خلاف جہاد جوش و جذبہ سے شروع کیا جو کہ کسی حد تک کم ہو چکا تھا۔ کیونکہ منافقوں نے صحابہؓ کو آپس ہی میں اختلافات میں الجھا دیا۔ معاویہؓ نے 4 جب سن 60 ہجری میں انتقال پایا۔ آپؓ نے تقریباً 20 سال شام کی گورنری کی اور 20 سال تقریباً خلافت کی۔ کل 40 سال تک آپؓ نے حکومت کی۔ اس چالیس سالہ دور میں آپؓ نے منافقین کو اپنی چالیں نہ چلنے دیں۔

### یزیدؓ کی خلافت

جس طرح علیؓ کی شہادت کے بعد حسنؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا اسی طرح معاویہؓ کے انتقال کے بعد یزیدؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ یزیدؓ جب کے مہینے 60 ہجری سے خلافت پر فائز ہوئے اور جمعرات 14 ربیع الاول سن 64 ہجری میں انتقال ہوا۔ یزیدؓ تین سال چھ مہینے خلیفہ رہے۔ یزیدؓ نے بھی اپنے والد معاویہؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے منافقین اور مشرکین کا تعاقب کیا اور مسلمانوں کو متحرک رکھا۔ یزیدؓ کے ہاتھ پر کئی صحابہؓ نے بیعت کی اور مسلمان ایک جھنڈے تلے متحد ہو کر یہودی، مشرکین اور منافقین کا تعاقب کر رہے تھے لیکن عبداللہ بن سبا کی پھیلائی ہوئی منافقت نے جس طرح عثمانؓ اور پھر علیؓ کی جان لی اور ان کو شہید کیا پھر وہ حسنؓ کو بھی شہید کرنا چاہتے تھے تا کہ مسلمانوں کو متحرک نہ کیا جاسکے لیکن حسنؓ نے ان کی چالوں کو جانچ لیا اور فوراً خلافت معاویہؓ کو سونپ دی اور خود بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی کیونکہ حسنؓ جانتے تھے کہ معاویہؓ بھی ان باغیوں اور منافقوں کو مسلمانوں کی جانیں لینے اور آپس کے اختلافات سے روک سکتے ہیں۔ اب ان منافقوں نے حسینؓ کو اپنے جال میں پھنسانے کا منصوبہ بنایا۔ یہ سب کچھ منافقین صرف اس لئے کر رہے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ صرف یہی ایک راستہ ہے جس سے مسلمانوں کو جہاد سے روکا جاسکتا ہے۔ حسینؓ کو شہید کرنے کے بعد وہ یزیدؓ کا بھی سفایا کرنا چاہتے تھے اور پھر ساری حکومت پر یہودیوں کا قبضہ چاہتے تھے۔ آج بھی حسینؓ کی شہادت کو ایک ایسا افسانوی رنگ دیا گیا ہے جس کی حقیقت کچھ اور ہے اور افسانہ کچھ اور۔ واقعہ کربلا یہاں ایک کتاب "صحیفہ کربلا" سے پیش کیا جائیگا جو کہ علیؓ نظر منفرہ کی لکھی ہوئی ہے اور اس کا ترجمہ نثار احمد زین پوری نے کیا ہے اس کتاب کو ادارہ تعلیم و تربیت لاہور نے چھاپا ہے اور یہ کتاب کسی بھی شیعہ کتاب گھر سے بآسانی دستیاب ہے۔ اس کتاب سے واقعہ کربلا کو نمبر شمار سے لکھا جائیگا پھر اس کی وضاحت کے لئے نوٹ لکھا جائیگا۔

### حسنؓ اور حسینؓ کی معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت

1- معاویہؓ نے حسینؓ کو خط لکھا کہ مجھے آپؓ کی فعالیت کی خبریں پہنچی ہیں کیونکہ میں ایسی باتوں سے آپؓ کو بری سمجھتا ہوں جو عہد آپؓ

نے خدا سے کیا ہے اس کو پورا کریں۔ (یعنی بیعت جو معاویہ سے کی ہے) حسینؑ نے جواب میں لکھا میری طرف جن باتوں کی نسبت دی گئی ہے میں ان سے بری ہوں۔ (صحیفہ کربلا۔ 54)

نوٹ ﴿ معاویہؓ 41 ہجری سے 60 ہجری تک خلافت کرتے رہے لیکن کسی عبداللہ بن سبا کی طرح کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرتا یا معاویہؓ کی خلافت پر اعتراض کرتا۔ منافقین نے جب دیکھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ صحابہؓ کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے تو ان کی نظر اب نواسہ رسول ﷺ کی طرف لگی کہ اگر ان کو شہید کر دیا جائے تو پھر یزیدؓ کی حکومت مزید کمزور ہو جائیگی اور منافقین حکومت پر کنٹرول کرنے کے اور قریب ہو جائیں گے۔

نوٹ ﴿ معاویہؓ کے بعد جب یزیدؓ نے خلافت سنبھالی تو ان کے ہاتھ پر بھی لوگوں نے متفقہ طور پر بیعت کر لی اور منافقین جو کہ کوفہ میں پھیلے ہوئے تھے ایک مرتبہ پھر متحرک ہوئے اور اس بار انھوں نے عثمانؓ اور علیؓ کے بعد حسینؓ کو چنا اپنی سازشوں کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے۔

2- معاویہؓ کے انتقال کے بعد حسینؓ نے فرمایا کہ میں اپنے اندر یزیدؓ کی بیعت ٹھکرانے کی جرات رکھتا ہوں۔ (صحیفہ کربلا۔ 71)

نوٹ ﴿ اور اس فیصلے کے بعد منافقین نے اپنی سازش کا آغاز کیا۔ یہ منافقین کوفہ میں ایک بڑی تعداد میں موجود تھے

﴿ معاویہؓ اور حسینؓ پر بھتان ﴾

3- حسینؓ نے فرمایا میں نے خود نبی ﷺ سے سنا کہ ابوسفیانؓ کے بیٹوں، پوتوں اور ان کے غلاموں پر خلافت حرام ہے نیز فرمایا اگر معاویہؓ کو میرے منبر پر دیکھو تو بے دھڑک اس کا پیٹ چاک کر دو بخدا کی قسم مدینہ والوں نے اسے میرے رسول ﷺ کے منبر پر دیکھا لیکن جس کا حکم دیا گیا تھا انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ (صحیفہ کربلا۔ 74)

نوٹ ﴿ پہلی بات تو یہ کوئی حدیث نہیں دوسری بات اگر معاویہؓ پر خلافت حرام ہے تو پھر حسنؓ نے ان کو خلافت کیوں دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی اور حسینؓ نے خود کیوں اس کی بیعت کی۔ دوسری بات یہ کہ مدینہ والے کون تھے یہاں تو صحابہؓ کی ایک کثیر تعداد تھی کیا ان سب نے نبی ﷺ کی حدیث سنی اور پھر اس پر عمل نہ کر سکے اور خود حسنؓ اور حسینؓ نے یہ کام کیوں نہ کیا۔

﴿ حسینؓ خواب کی بنیاد پر کربلا گئے ﴾

4- حسینؓ نے مدینہ چھوڑنے کا فیصلہ اس خواب پر کیا جو انھوں نے دیکھا جس میں نبی ﷺ نے حسینؓ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا! میرے باپ تم پر قربان جائیں میں تمہیں ان لوگوں کے بیچ اپنے خون میں تھشتہ دیکھ رہا ہوں۔ خدا نے جنت میں جو مقام تمہارے لئے معین کیا ہے وہ شہادت کے بغیر نمل سکے گا۔ (صحیفہ کربلا۔ 75)

نوٹ ﴿ حسینؓ کی کربلا جانے کی وجہ یہ خواب اور اس جیسے اور خواب ہیں جو اس کتاب میں لکھے ہیں۔ حالانکہ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ "آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔ (سورۃ المائدہ، پارہ 6 آیت 3)" اس لئے دین مکمل ہو چکا ہے اور نبی ﷺ کسی کے خواب



میں آکر کوئی حکم نہیں دیتے بلکہ قرآن اور حدیث میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ یہ وہ من گھڑت باتیں ہیں جو منافقین کے پیچھے ہوئے سازشی خطوط سے توجہ ہٹانے کے لئے بنائی گئی ہیں تاکہ لوگ ان کو فیوض کی بے وفائیوں اور ان کے قاتل ہونے کو نظر انداز کر دیں۔

### حسینؑ کو کر بلا نہ جانے کا مشورہ

5۔ جب حسینؑ مکہ سے مدینہ جانے لگے تو محمد بن حنفیہ نے ان کو روکا اور پیشکش کی اگر آپؑ بیزید کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تو ادھر ادھر شہروں میں جاتے رہیں اور ان کی بیعت نہ کریں۔ اگر آپؑ سمجھیں کہ لوگ آپؑ کی بیعت کرنا چاہیں تو پھر آپؑ بیعت لے لیں اگر کچھ آپؑ کی بیعت کریں اور کچھ نہ تو پھر فتنہ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔ حسینؑ نے کہا بھائی تم ہی بتاؤ میں کہاں جاؤں؟ (صحیفہ کر بلا۔ 78)

نوٹ ﴿ محمد بن حنفیہ حسینؑ کے بھائی تھے وہ بھی حسینؑ کو سمجھا رہے ہیں کہ آپؑ مکہ نہ جائیں کیونکہ مکہ جانے کے بعد وہ عراق جانے کا ارادہ کر رہے تھے۔

6۔ حسینؑ نے جواب میں کہا اگر پوری دنیا بھی مجھے کہیں پناہ نہیں لینے دے گی تو تب بھی بیزید بن معاویہؓ کی بیعت نہ کروں گا۔ محمد بن حنفیہ یہ سن کر رونے لگے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے بھائی حسینؑ نے اس راستہ کا انتخاب جان بوجھ کر کیا ہے۔ (صحیفہ کر بلا۔ 78)

### حسینؑ کی کر بلا روانگی

7۔ مکہ پہنچنے کے بعد حسینؑ خانہ خدا کی حرمت کے تحفظ کی خاطر طواف اور سعی کے بعد حج کو عمرہ سے بدلا اور مکہ مکرمہ کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ (صحیفہ کر بلا۔ 84)

نوٹ ﴿ حج کے دوران ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی موجودہ ہوتی ہے اور اس وقت صحابہؓ بھی ایک بڑی تعداد میں تھے اگر حسینؑ ان بھیجے گئے خطوط کا ان سے ذکر کرتے تو ایک بڑی تعداد ان کے ساتھ کوفہ جاتی لیکن ایسا نہ ہوا۔ اور حسینؑ حج ادھورا چھوڑ کر کر بلا روانہ ہو گئے۔

### حسینؑ کا اہل بصرہ کے نام خطوط

8۔ مکہ سے حسینؑ نے اہل بصرہ کے نام ایک ہی مضمون کے خطوط لکھے۔ جس میں لکھا ہوا جو بیکہ ہم خلافت کے سب سے زیادہ لائق تھے لوگوں نے ہمارے اس حق کو چھین لیا چونکہ ہمیں اختلاف پسند نہیں ہے اور امت اسلامیہ کی بھلائی کی خاطر اس زمانے میں ہم خاموش رہے۔ میں اس خط کے ساتھ اپنا نمائندہ بھیج رہا ہوں میں تمہیں کتاب خدا اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہوں اگر تم نے میری بات مان لی تو میں تمہیں صحیح راستہ پر لے جاؤں گا۔ (صحیفہ کر بلا۔ 89)

نوٹ ﴿ اس خط کے مطابق حسینؑ خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے تو پھر حسنؑ نے یہ حق کیوں چھوڑا۔ اگر اتنے عرصے سے یہ امت کی بھلائی کی خاطر خاموش تھے تو اب مزید بھی خاموش رہنا چاہیے تھا۔ اور بیعت لینا اگر شروع کرتے تو پہلے مدینہ سے اور پھر مکہ میں حج پورا کرنے کے بعد وہاں بیعت کا سلسلہ شروع کرتے۔ کیونکہ وہاں ان کا پورا خاندان تھا اور صحابہؓ کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ لیکن حسینؑ نے بصرہ اور کوفہ کا انتخاب کیا جہاں منافقین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ جو صرف اور صرف حسینؑ کو شہید کر کے پھر بیزید کی حکومت کو الٹنے کے بعد پورے عرب پر یہودیوں اور مشرکین کی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔

### حسینؑ کے خطوط کا جواب

9- حسینؑ کے خط کے جواب میں یزید بن مسعود نے لکھا کہ خدا کی قسم دین کے تحفظ کے لئے یزیدؑ سے جہاد کرنا مشرکین سے جہاد کرنے سے افضل ہے۔ خلافت کا حق صرف انہی کا ہے (صحیفہ کربلا۔ 91)

10- میں آپؑ کی مدد کرنے میں اپنی کامیابی دیکھ رہا ہوں (صحیفہ کربلا۔ 92)

یزیدؑ کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور حسینؑ کو مزید ابھارا کہ وہ عراق آئیں۔ یہی وہ منافقین تھے جو حسینؑ کو کربلا بلوا کر ان کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے اور کامیاب بھی ہوئے۔ ان لوگوں کو خطوط یزیدؑ سے چھپ کر لکھے گئے تھے یہ لوگ نہ یزیدؑ کے وفادار تھے اور نہ ہی حسینؑ کے خیر خواہ۔ یہ اگر موقع ملتا تو یزیدؑ کو بھی قتل کر دیتے اور حسینؑ کو تو کیا ہی۔ بہر حال سب نے حسینؑ کو خطوط لکھے اور اپنی وفاداری اور بیعت کا یقین دلایا۔

### حسینؑ کو بھیجے گئے خطوط کا مضمون

10- حسینؑ کو بھیجے گئے خطوط میں لکھا تھا یہ خط با ایمان شیعوں کی طرف سے حسینؑ کے نام

امام بعد اعراس کی سمت روانگی میں جلدی کیجئے کہ لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپؑ کے سوا ان کا کوئی رہبر نہیں ہے، جلدی کیجئے، جلدی کیجئے۔ بھیجے گئے خطوط کا چند بنیادی نکات میں یہ خلاصہ ہے۔

۱- معاویہؓ کی موت پر مسرت کا اظہار

۲- یزیدؑ میں حکومت و خلافت کی صلاحیت نہیں ہے

۳- حسینؑ کو کوفہ آنے کی دعوت

۴- اہل کوفہ کا راہ امام میں فداکاری و جان بازی کا عہد۔

(صحیفہ کربلا۔ 97)

نوٹ ﴿ ان خطوط کو دیکھ لیں تو واضح ہو گا کہ یہ خطوط انہی منافقین نے لکھے جو حسینؑ کو کوفہ بلا کر شہید کرنا چاہتے تھے آپؑ کو دھوکہ دیا اور اس بات پر ابھارا کہ آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ ساتھ ہی میں ان منافقین نے معاویہؓ کے خلاف اپنا بغض بھی ظاہر کیا یہ لوگ نہ صرف معاویہؓ بلکہ علیؓ اور تمام صحابہؓ کے بھی دشمن تھے کیونکہ یہ منافق تھے۔

### اہل کوفہ کے خطوط کی تعداد

11- حسینؑ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط کی تعداد 12000 سے بھی زیادہ ہو گئی تھی۔ (صحیفہ کربلا۔ 97)

12- ان تمام خطوط کے جواب میں حسینؑ نے صرف ایک خط پر اکتفا کیا۔ آپؑ نے اس خط میں لکھا کہ میں اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو جو کہ میرے معتمد ہیں تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اگر انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ اہل فضل و عقل تمہارے خطوط اور تمہارے مقاصدوں کے پیغام کی تائید کرتے ہیں تو میں عنقریب تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ (صحیفہ کربلا۔ 98)



نوٹ ﴿ حسینؑ کے اس خط سے اندازا لگائیے کہ وہ ان خطوط بھیجنے والوں کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ ہی عثمانؓ اور علیؓ کے قاتل ہیں اور اب بھی قابل بھروسہ نہیں ہیں اسی لئے ان کی تصدیق کے لئے مسلم بن عقیل کو بھیجا گیا اور جن اہل فضل و عقل والوں کے پاس بھیجا ان کا حال بھی آگے آئیگا۔ اور یہاں یہ بھی کہا کہ اگر بات صحیح ہوئی تو وہ آئینگے ورنہ نہیں حالانکہ حسینؑ کی یہ بات سراسر اس خواب کے مخالف ہے جس کی بنا پر آپؐ نے عمران بن حنفیہ سے کہا تھا کہ مجھے حکم ہوا ہے جانے کا۔

### ﴿مسلم بن عقیل کا سفر﴾

13- مسلم بن عقیل مکہ سے مدینہ آئے اور پھر قبیلہ قیس کے دو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ مسلم بن عقیل نے سفر میں حسینؑ کے نام خط لکھا اور کہا میں جو کاپٹن الخبیث جو کہ پانی کے کنارے واقع ہے قیام پذیر ہوں چونکہ اس سفر میں بدشگونی کے آثار نظر آتے ہیں لہذا مجھ کو اس سے معاف رکھا جائے اور کسی اور آدمی کو کوئی روانہ کیا جائے۔ (صحیفہ کربلا۔ 99)

نوٹ ﴿ یہ نبی ﷺ کے تربیت یافتہ لوگ اور ان کے ایسے کمزور عقائد کے وہ پانی اور کسی جگہ سے بدشگونی لیں ایسا ہرگز ناممکن ہے یہ بھی ان کی شان کے خلاف ہے۔ یہ تاریخ کا تحفہ ہے جو کہ مسلم بن عقیل جیسے دلیر شخص کی یہ تصویر کشی کر رہا ہے۔

14- حسینؑ نے مسلم کو جواب لکھا: اما بعد! ڈرتا ہوں کہ اس خط کو لکھنے کا محرک کہیں خوف نہ ہو، جس منزل کی طرف تمھیں بھیجا گیا ہے اس کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ (صحیفہ کربلا۔ 99)

### ﴿مسلم بن عقیل کی کوفہ آمد اور شیعوں کی بیعت﴾

15- مسلم بن عقیل نصف رمضان کو مکہ سے روانہ ہوئے اور شوال میں کوفہ پہنچے۔ اور وہاں مختار بن عبید ثقفی کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ (صحیفہ کربلا۔ 100)

16- مختار کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر کے بہنوئی تھے۔ اسلئے مسلم نے ان کے گھر قیام کیا۔ جب شیعوں کو معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل مختار کے گھر ہیں تو سب وہاں جمع ہو گئے۔ مسلم بن عقیل نے ان سب کے سامنے حسینؑ کا خط پڑھا یہ عظیم جماعت حسینؑ کے پیغام سے بہت متاثر ہوئی 18000 افراد نے مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی بعض نے یہ تعداد 40000 بیان کی (صحیفہ کربلا۔ 100)

نوٹ ﴿ اس عظیم جماعت جو کہ منافقین پر مشتمل تھی اس کا حال آگے آئیگا۔ کہ کس طرح یہ پانی کے بلبلے کی طرح غائب ہو جاتے ہیں۔ اور مسلم کو شہید کر دیتے ہیں اور حسینؑ کو بلوانے کی تیاری کرتے ہیں۔

### ﴿حاکم کوفہ کا خطبہ﴾

17- حاکم کوفہ نعمان بن بشیر کو جب مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے کہا کہ خدا کے بندو! خدا سے ڈرو! تفرقہ اندازی اور فتنہ پروری سے بچو کیونکہ اس سے لوگوں کا کشت و خون ہوتا ہے اور ان کے اموال برباد و غارت ہوتے ہیں۔ (صحیفہ کربلا۔ 103)

18- جب مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر منتقل ہو گئے اور بیعت کرنے والوں کی تعداد 25000 ہو گئی تو آپ نے خروج اور انقلاب کا ارادہ کیا لیکن ہانی نے منع کیا۔ اور کہا اس کام میں جلدی نہ کرو۔ (صحیفہ کربلا - 111)

نوٹ ﴿ خروج کا مطلب کہ یزید کی بیعت سے نکل جانا اور یزید کے خلاف لڑنا تاکہ اس کو خلافت سے ہٹا دیا جائے۔

### ﴿مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی یوفائی﴾

19- رات ہونے سے پہلے ہی سارا مجمع جو مسلم کے ہاتھ پر بیعت کئے ہوئے تھا پراگندہ ہو گیا اور مسلم بن عقیل تنہا رہ گئے۔ اخف بن قیس نے اہل کوفہ کے بارے میں کہا ہے کوفہ والو! تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جسے روز نیا شوہر چاہیے۔ (صحیفہ کربلا - 124)

نوٹ ﴿ یہ ویسا ہی الزام ہے جو علیؑ اپنی فوج کے لوگوں پر لگاتے تھے۔ اور یقیناً کوفہ والوں کا کام ہی منافقت تھا۔ اسی لئے وہ پہلے حسینؑ کو شہید اور پھر یزیدؑ کو اقتدار سے ہٹانا چاہتے تھے

20- رات ہو گئی تو مسلم کے ساتھ کوئی نہ تھا اور گلی کو چوں میں پھر رہے تھے سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کس کے در پہ دستک دیں۔ (صحیفہ کربلا - 125)

21- مسلم جاتے جاتے طوعہ کے گھر پہنچے اور اس سے کہا کہ میں مسلم ہوں اہل کوفہ نے مجھ سے دعا بازی اور بے وفائی کی۔ (صحیفہ کربلا - 148)

نوٹ ﴿ سوچنے کی بات ہے کہ اگر یہ کوفہ والے بیعت کر کے پھر سکتے ہیں تو یہ لوگ مسلم کو قتل کرنے سے کہاں رک سکتے ہیں۔ اسلئے یزیدؑ پر یا کسی اور پر اس کا الزام دھرنے بھی انھی کو فیوں اور منافقوں کا کام ہے اصل میں انہی نے پہلے بیعت ختم کی اور پھر خود ہی مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مسلم بن عقیل کا اعتماد ان کو فیوں پر ختم ہو چکا ہے۔

22- مسلم ناامید ہو گئے تو ان کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ ایک شخص نے کہا جو شخص اتنا بڑا کام انجام دیتا ہے اس کو روٹا نہیں چاہیے مسلم نے جواب دیا میں حسینؑ اور ان کے ساتھیوں پر زور ہا ہوں کہ وہ تمہارے خطوط پر اعتماد کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (صحیفہ کربلا - 145)

نوٹ ﴿ اس سے واضح ہوا کہ اگر حسینؑ کو کوفہ کے منافقین سرداروں اور عوام کے بارے میں خبر ہو جاتی تو وہ کبھی کربلا نہ آتے اور نہ ہی شہید ہوتے۔ لیکن افسوس کہ مسلم بن عقیل کے ساتھ جو بے وفائی ہوئی اس کا علم حسینؑ کو مکہ سے نکلنے سے پہلے نہ ہو سکا اور وہ لاعلمی میں کوفہ کی طرف چل پڑے۔ یہاں ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے کہ نبی ﷺ کے خواب میں آ کر یہ تو بتا رہے ہیں کہ حسینؑ تمہیں کربلا کی طرف جانا ہے اور اپنا سفر جاری رکھنا ہے لیکن یہ نہ بتایا کہ مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا یا کوفہ والے لوگ جو خطوط بھیج رہے ہیں وہ جھوٹ ہے۔ اصل میں خوابوں کی یہ کہانیاں صرف اور صرف تاریخ دانوں کا کمال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ نہ ہی اس کا شریعت سے کوئی تعلق ہے۔



### مسلم بن عقیل کی وصیت اور شہادت

23- مسلم نے کہا کیا تم میری طرف سے حسینؑ تک یہ پیغام پہنچا سکتے ہو کہ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان آپؑ واپس لوٹ جائیں، اپنے اہل بیت کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں تاکہ اہل کوفہ کے فریب سے بچے رہیں، ان لوگوں نے آپؑ کے والد کے مددگاروں کو قتل کر دیا۔ (صحیفہ کربلا- 136)

نوٹ ﴿ یہ بات ثابت ہوگئی کہ کوفہ والوں نے بیعت کرنے کے بعد مسلم قتل کیا اور یہی لوگ عثمانؓ اور علیؓ کے قاتل بھی تھے اور حسینؓ کے لئے میٹھا زہر منافقت کا تیار کر رہے تھے۔ پہلے خطوط بھیج کر اور پھر ان کو شہید کر کے الزام یزیدؓ کے سر لگا دیا۔

24- مسلم بن عقیل تسبیح واستغفار میں مشغول ہو گئے اور فرمایا خدا یا: ہمارے اور اس جماعت کے درمیان فیصلہ فرما جس نے ہم سے جھوٹ بولا ہمیں فریب دیا اور ہمیں تنہا چھوڑ دیا اور ہمیں قتل کیا ہے۔ (صحیفہ کربلا- 140)

نوٹ ﴿ یہاں مسلم بن عقیل نے ایک مرتبہ پھر دہرایا کہ یہی بیعت کرنے والے ہی ان کے قاتل ہیں۔

25- مسلم بن عقیل کو 8 ذی الحجہ 60 ہجری میں شہید کیا گیا۔ (صحیفہ کربلا- 141)

نوٹ ﴿ یہاں ایک بات بہت اہم ہے کہ حسینؑ کو مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر نہ مل سکی اور وہ ایک غلط فہمی کی بنیاد پر کربلا کی طرف نکلے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ کربلا میں ان کے لئے بیعت کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔

### حسینؑ کی مکہ روانگی کی وجوہات

26- حسینؑ نے مکہ سے روانگی کے وقت یہ خطبہ دیا کہ میری قتل گاہ اور مدفن پہلے منتخب ہو چکا ہے مجھے وہاں پہنچنا ہے۔ ہم اس کے امتحان اور آزمائش پر صبر کرتے ہیں۔ جو ہماری راہ میں قربان ہونا چاہتا ہے اور خود کو خدا سے ملاقات کیلئے آمادہ پاتا ہے وہ ہمارے ساتھ آئے۔ انشاء اللہ میں کل روانہ ہو جاؤں گا۔ (صحیفہ کربلا- 145)

نوٹ ﴿ یہاں حسینؑ اپنے شہید ہونے کی پیش گوئی کو پورا کرنے کے لئے مکہ چھوڑ کر جا رہے ہیں اور باقی لوگوں کو بھی اپنے ساتھ قربان ہونے کے لئے آمادہ کر رہے ہیں۔ اس سفر کا مقصد اور وہاں جانا حسینؑ نے واضح کر دیا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرنا ہے جو کہ ان کو خواب میں نبی ﷺ نے دی۔ یہ دو باتیں متضاد ہیں کہ ایک طرف حسینؑ مسلم بن عقیل کو کوفہ لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیج رہے ہیں اور اپنے وہاں جانے کو ان کے گرین سگنل سے مشروط کیا اور دوسری طرف یہ کہہ کر مکہ میں روکنے والوں کو جواب دیتے ہیں کہ مجھے چونکہ نبی ﷺ نے خواب میں بتایا کہ کربلا میں شہید ہونا ہے اسلئے جا رہا ہوں۔ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ نے یہ افسانہ گڑھا تاکہ کوفہ کے منافقین کو حسینؑ کے قتل کے الزام سے بچ سکیں۔

27- حسینؑ کے کوفہ ہجرت کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ کوفہ والوں نے آپؑ کو وہاں آنے کی دعوت دی تھی واضح رہے کہ معاویہؓ کے زمانہ میں بھی انہوں نے اس سلسلے میں آپکو بہت سے خطوط لکھے تھے۔ اور اگر حسینؑ کوفہ کے علاوہ کہیں اور تشریف لے جاتے تو یہ سوال پیدا ہوتا کہ حسینؑ نے ان لوگوں کے دعوت ناموں کو نظر انداز کر کے دوسری جگہ کو انتخاب کیا کہ نتیجہ میں شہید ہو جائیں۔

(صحیفہ کربلا - 147)

نوٹ ﴿﴾ ان کو فیوں کی تاریخ بھی ہے کہ انہوں نے ہر اسلامی حکومت کو کمزور کیا ہے اور معاویہؓ کے زمانے میں بھی حسینؓ کو کوفہ بلائے کیلئے خطوط لکھے لیکن ان کی چالیں ناکام رہیں اور پھر آخر معاویہؓ کے انتقال کے بعد ان کی سازشیں تیز ہو گئیں اور حسینؓ کو کوفہ بلائے میں کامیاب ہو گئے۔

### بذہ لوگ جنہوں نے حسینؓ کو کربلا جانے سے روکا

28- حسینؓ کو عمر بن عبد الرحمن، مسور بن مخرمہ، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبد اللہ انصاری، اور اعمیٰ عبد اللہ بن جعفر، نے اور اور کئی صحابہؓ و تابعین نے آپؓ کو کوفہ جانے سے روکا۔ (صحیفہ کربلا - 150)

29- جس شب حسینؓ مکہ کی طرف روانہ ہونا چاہتے تھے اسی رات میں محمد بن حنفیہؓ آپؓ کے پاس آئے اور عرض کی: بھائی آپ اہل کوفہ سے واقف ہیں انہوں نے آپؓ کے والد اور بھائی سے بے وفائی کی مجھے خوف ہے کہ کہیں آپؓ کے ساتھ بھی ایسا نہ ہو۔ حسینؓ نے فرمایا: بھائی مجھے خوف ہے کہ کہیں یزید بن معاویہؓ مجھے اچانک مکہ میں قتل نہ کرادے اور میری وجہ سے خانہ خدا کی بے حرمتی ہو جائے۔ محمد بن حنفیہؓ نے کہا اگر مکہ میں ٹھرنے میں خوف ہے تو یمن چلے جائے یا ایسی جگہ کا انتخاب کیجئے کہ جہاں آپؓ پر کوئی غالب نہ آ سکے۔ حسینؓ نے فرمایا میں آپؓ کے اس مشورے پر غور کروں گا۔ سحر کو وقت حسینؓ نے کوچ کا ارادہ کیا جب محمد بن حنفیہؓ کو خبر ہوئی تو آپؓ نے کہا کہ بھائی آپؓ نے کہا تھا کہ آپؓ کی بات پر غور کروں گا کیا ہوا جو اتنی جلد مکہ سے جا رہے ہیں۔ حسینؓ نے فرمایا کہ آپؓ کے چلے جانے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس ہیں اور فرما رہے ہیں۔ حسینؓ غلو بے شک خدا تمہیں مقتول دیکھنا چاہتے ہیں۔ محمد بن حنفیہؓ نے کہا تو ان عورتوں کو کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں؟ حسینؓ نے فرمایا خدا کی مشیت یہ ہے کہ انہیں اسیر دیکھے۔ (صحیفہ کربلا - 148)

نوٹ ﴿﴾ کوئی جنہوں نے خطوط لکھے وہی منافقین تھے اور انہوں نے ہی حسینؓ کو قتل کیا کیوں کہ بقول محمد بن حنفیہؓ انہوں نے ہی حسنؓ اور علیؓ سے بے وفائی کی اور علیؓ کو شہید کیا۔ دوسری بات جو حسینؓ کو رہے ہیں کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں یزیدؓ مجھے مکہ میں قتل نہ کرادے۔ یہ بھی دراصل کوفیوں کی سازش تھی جو حسینؓ کو یزیدؓ کے بارے میں بدگمان کر رہے تھے۔ ایک اور نکتہ کی بات کہ حسینؓ سے ایک طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو خواب میں آکر بتایا کہ تمہیں کربلا کی سرزمین پر شہید ہونا ہے اور دوسری طرف یہ خوف کہ کہیں مجھے مکہ میں قتل نہ کر دیا جائے۔ محمد بن حنفیہؓ کے مشورے پر حسینؓ نے غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اگر یہ پیشن گوئی پہلے سے نبی ﷺ نے کر دی تھی تو پھر سوچنے اور محمد بن حنفیہؓ کے روکنے کی کیا ضرورت تھی اور پھر حسینؓ کا آخری وقت یہ کہنا کہ نبی ﷺ میرے خواب میں آئے اور مجھے جانے کا حکم دیا۔ نبی ﷺ آپؓ کے پاس اس وقت خواب میں کیوں نہ آئے جب مسلم بن عقیل کو شہید کیا گیا اور آپؓ کو خبر نہ ہو سکی۔ اسی طرح محمد بن حنفیہؓ منع کرتے ہیں کہ پیشن گوئی آپؓ کے لئے ہوئی تو عورتوں کو کیوں لے کر جا رہے ہیں تو آپؓ نے کہا یہی اللہ کی مرضی ہے۔ اللہ کی اس مرضی کا حسینؓ کو کیسے پتہ چلا۔



### مکہ سے کربلا تک حسینؑ دوران سفر

30۔ مکہ سے کربلا تک 20 اور بعض کے قول کے مطابق اس سے زیادہ منزلیں طے کی ہیں۔ دوسری منزل تنعیم پر حسینؑ نے اپنے اصحاب کے لئے اونٹ کرائے پر لئے۔ اور ان سے فرمایا جو ہمارے ساتھ آنا چاہتا ہو آئے ہم اسے بھی کرایہ دینگے اور اچھی باتیں بتائیں گے جو راستہ میں ہم سے جدا ہونا چاہے گا ہم اسے اتنا کرایہ دینگے جتنا اس نے راستہ طے کیا ہوگا۔ (صحیفہ کربلا۔ 161)

نوٹ ﴿ حسینؑ کا سفر اونٹوں پر ہوا۔ آپؐ کے ساتھ بچے اور عورتیں بھی تھیں۔ حسینؑ کا سفر 8 ذی الحجہ کو شروع ہوا مکہ سے اور 2 محرم کو کربلا پہنچے۔ یعنی 22 دن میں مکہ سے کربلا پہنچے۔ کربلا سے مکہ تک کا فاصلہ 1350 کلومیٹر ہے۔ اونٹ دن میں زیادہ سے زیادہ 40 کلومیٹر تک کا سفر کر سکتا ہے۔ اس سفر کو طے کرنے کیلئے کم از کم 33 دن درکار ہیں۔ پھر یہ محرم ہی کو کیوں چنا گیا۔ اسلئے کہ یہودی جانتے تھے کہ مسلمانوں نے ہجری سال کی بنیاد نبی ﷺ کی ہجرت پر رکھی اور اگر ان کے ابتدائی سال کو ہی غم زدہ کر دیا جائے تو سارا سال یہ کم ہمت رہینگے۔

31۔ آپؐ 12 ذی الحجہ وادی عقیق پر پہنچے تو آپؐ کو عبداللہ بن جعفر طیار کا خط ملے جس میں آپؐ کو واپس لوٹنے کا کہا۔ آپؐ نے جواب دیا میں نے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سفر کو جاری رکھوں۔ (صحیفہ کربلا۔ 162)

نوٹ ﴿ یہاں ایک حیرت ناک بات ہے کہ مسلم بن عقیل 8 ذی الحجہ میں شہید کئے گئے اور وادی عقیق پر حسینؑ 12 ذی الحجہ کو پہنچے تو نبی ﷺ نے ان کو مسلم بن عقیل کی اطلاع کیوں نہ دی۔ اس لئے خوابوں کا سہارا اس واقعہ میں صرف اسلئے لیا گیا کہ واقعہ کی حقیقت سے مسلمانوں کو دور رکھا جائے۔ یہ کام منافقین نے کیا اور جو بات چاہی حسینؑ اور صحابہؓ سے منسوب کر دی۔

32۔ حسینؑ ذات عرق پر اترے اور فرمایا میں بنی امیہ کے خوف سے یہاں اتر رہا ہوں اور یہ اہل کوفہ کے خط میں لکھیں جن لوگوں کے یہ خط ہیں وہی لوگ مجھے قتل کرینگے۔ (صحیفہ کربلا۔ 164)

نوٹ ﴿ یہاں حسینؑ خود گواہی دے رہے ہیں کہ حسینؑ کو شہید کرنے والے یہی خطوط لکھنے والے ہیں۔ یزیدؑ کا ان کی شہادت سے کوئی سروکار نہیں بلکہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے علیؑ عثمانؑ اور ابوراب حسینؑ کو شہید کرنے کے لئے منصوبہ بنایا ہے۔

33۔ 18 ذی الحجہ کو حسینؑ شخزیمہ کے مقام پر پہنچے اور یہاں ایک دن رات قیام کیا۔ (صحیفہ کربلا۔ 168)

34۔ 22 ذی الحجہ کو حسینؑ ثعلبہ کے مقام پر پہنچے یہاں آپؐ کو مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی تو آپؐ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ (صحیفہ کربلا۔ 173)

نوٹ ﴿ یہ وہ نکتہ ہے جو کہ اس تمام افسانہ کار از کھولتا ہے کہ حسینؑ سے جو خواب میں نبی ﷺ کے آنے اور ان کو عراق جانے کا مشورہ دیا جا رہا ہے لیکن مسلم بن عقیل کی شہادت کے بارے میں کچھ نہ بتایا گیا۔ بلکہ آپؐ کو ان کی شہادت کے تیرہویں دن پتہ چلا۔ اگر پہلے ہی مسلم بن عقیل کی شہادت کا پتہ چل جاتا یا ان کی وصیت مل جاتی جس میں انہوں نے حسینؑ کو آنے سے روکا تو یہ سارا واقعہ نہ ہوتا لیکن یہ واقعہ گڑھنے میں بھی انہی منافقین اہل کوفہ کا ہاتھ تھا جو حسینؑ کو شہید کرنے کے بعد اس کا بوجھ یزیدؑ پر ڈالنا چاہتے تھے۔

35- حسینؑ جب بذالہ مقام پر پہنچے تو اپنے اصحاب سے فرمایا: ہمیں ایک فسوسناک اور دگدگنا خبر ملی ہے اور وہ یہ کہ مسلم بن عقیل، ہانی بن عمرو اور عبداللہ بن سہل شہید کر دیے گئے ہیں کوفہ والوں نے ہم سے بے وفائی کی تم میں سے جو واپس جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے اس کے لئے کوئی بے عزتی نہیں کیونکہ وہ معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ (صحیفہ کربلا- 176)

نوٹ ﴿ اگر کوئی جہاد کے لئے یا اللہ کے کلمہ کے سر بلندی کے لئے جا رہا ہو تو کیا وہ خود یا اپنے ساتھیوں کو پلٹنے کے لئے کہہ سکتا ہے؟ کیا اسلام اس چیز کی اجازت دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ افسانے صرف اور صرف حسینؑ کے کردار اور مقصد کو غلط انداز میں پیش کرنے اور ان کے کردار کو غلط پیش کرنے کے لئے لکھے گئے ہیں۔

36- فوجم پر حسینؑ نے خطبہ دیا اور کہا اے لوگو! میں خدا کے سامنے معذروں میں خود اپنی رائے سے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ تم نے مجھ کو خطوط لکھے اب اگر تم اپنے عہد و پیمان پر قائم ہو تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ورنہ میں نہیں سے لوٹ جاتا ہوں۔ (صحیفہ کربلا- 182)

نوٹ ﴿ یہاں پھر حسینؑ سے ایک متضاد بات منسوب کی جا رہی ہے پہلے جب وہ کربلا کیلئے روانہ ہو رہے تھے تو اصحاب کی ایک کثیر تعداد نے جب ان کو روکنا چاہا تو انہوں نے جواباً کہا کہ میں اس لئے جا رہا ہوں کہ نبی ﷺ نے خواب میں جانے کا کہا۔ یہاں پر وہ اہل کوفہ سے کہہ رہے ہیں کہ میں تمہارے کہنے کی وجہ سے آیا ہوں۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر تم عہد و پیمان پر قائم نہیں تو میں واپس لوٹ جاتا ہوں۔ اگر یہ اسلام کی خاطر جنگ تھی تو اس سے واپس لوٹنا کہاں سے ثابت ہے۔ یہ بھی کہ اگر مسلم بن عقیل کی خبر اور وصیت حسینؑ تک نبی ﷺ کے خواب یا کسی قاصد کے ذریعے پہنچ جاتی تو وہ پھر لازماً کربلا نہ آتے کیونکہ اس میں انہوں نے ان کو فیوں کے عہد و پیمان توڑنے کا ذکر کیا۔

37- حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو! سوار ہو جاؤ، وہ اور اہل بیت سوار ہو گئے فرمایا: واپس لوٹ چلو، لیکن واپسی کا ارادہ کیا تو حرا اور ان کے سپاہیوں نے راستہ روک لیا۔ (صحیفہ کربلا- 183)

نوٹ ﴿ یہاں تو یہ بھی حسینؑ سے منسوب ہے کہ انہوں نے نہ صرف واپسی کا ارادہ کیا بلکہ واپسی کی کوشش بھی کی۔ اگر نبی ﷺ نے ان سے خواب میں کربلا جانے کا کہا اور یہ اسلام کو زندہ کرنے جا رہے تھے تو پھر یہ واپسی کیوں؟

38- حسینؑ 2 محرم سن 60 ہجری کو کربلا پہنچے۔ (صحیفہ کربلا- 197)

39- حسینؑ مکہ سے 8 ذی الحجہ کو مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ (صحیفہ کربلا- 83)

حسینؑ کی کربلا آمد

40- جب حسینؑ کربلا پہنچے تو کہا اتر جاؤ کہ یہی ہماری منزل ہے یہیں ہمارا خون بہایا جائیگا یہیں ہماری قبریں ہوں گی کہ رسول ﷺ نے مجھ سے یہی فرمایا تھا۔ (صحیفہ کربلا- 198)

نوٹ ﴿ اگر یہ سب کچھ طے تھا پہلے سے تو حسینؑ نے واپس جانے کا فیصلہ کیوں کیا اور بیعت کرنے اور حکومت لینے اور وہاں کے لوگوں کو ان کا حق دلانے کے کیا معنی ہوئے یہ تو صرف یہاں جان دینے کے لئے آئے تھے اور اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی ساتھ لے آئے



شہادت کے لئے۔ اصل میں یہ سب کچھ ان کو فیوں کے کارنامے ہیں کہ انہوں نے حسینؑ کو پہلے چال بازی کر کے بلوایا پھر یزیدؓ کے پاس پہنچنے سے پہلے شہید کیا اور یہ داستانیں بھی تاریخ میں لکھ دیں۔

41- حسینؑ نے کربلا کے مقام پر دعا کی اے اللہ! ہمیں ہمارا حق دلو اور اے اور ہمیں ظالموں پر کامیابی عطا فرما! (صحیفہ کربلا۔ 199)

نوٹ ﴿ جب حسینؑ اور ان کے اہل بیت کو یہاں کربلا میں شہید ہونا ہے تو پھر یہ دعا کیسی کہ ہمیں ہمارا حق دلو اور ظالموں پر کامیابی عطا فرما! اگر حق مل گیا یعنی خلافت اور کامیابی ہو گئی یعنی دشمن پر غلبہ تو پھر کربلا میں شہادت کیسی ہوتی۔

42- عمر بن سعد نے ایک خط لکھا جس میں لکھا کہ حسینؑ کہتے ہیں یا میں اسی جگہ واپس لوٹ جاؤں جہاں سے آیا ہوں یا اسلامی ممالک کی کسی سرحد پر چلے جاؤں اور ایک مسلمان کی مانند زندگی بسر کروں یا شام چلے جاؤں وہاں یزید جو چاہے فیصلہ کرے۔ اسی میں امت کی بھلائی ہے۔ (صحیفہ کربلا۔ 218)

نوٹ ﴿ یہ ہے وہ اہم بات جو کہ ایک ثبوت ہے کہ حسینؑ جب کربلا پہنچے اور کو فیوں کا اصلی روپ دیکھ لیا تو پھر وہ یزیدؓ سے ملنا اور بیعت کرنا چاہتے تھے اگر یہ ملاقات حسینؑ اور یزیدؓ کی ہو جاتی تو یہ منافقین اور کو فیوں کے لئے ایک زہر ثابت ہوتی اور یہ منافقین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کی صفوں سے بڑی حد تک ختم ہو جاتے۔ لیکن ان کو فیوں نے وہی سازش و ہرائی جو جنگ جمل میں کیا تھا۔ جب علیؑ اور عائشہؓ کی فوجیں صلح کر چکی تو منافقین کو اپنی موت نظر آئی اسلئے علیؑ اور عائشہؓ کے درمیان جنگ چھیڑ دی۔ بالکل اسی طرح یہاں حسینؑ کا ارادہ دیکھ کر جب ان کو اپنی موت سامنے نظر آئی تو انہوں نے حسینؑ کو شہید کرنے کا پکارا ارادہ کر لیا۔

43- حسینؑ نے مسلم بن عقیل کے بیٹوں کو ہاتھ لوگ چلے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا لوگ کیا کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑے سالار اور ساتھیوں کو دشمن کے زعم میں چھوڑ دیا۔ (صحیفہ کربلا۔ 225)

نوٹ ﴿ کیا نبی ﷺ اور حسینؑ کی یہی تربیت تھی کہ جنگ اس لئے لڑ رہے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے کیا وہ ریا کار تھے۔ نہیں بلکہ یہ ان کو فیوں کے لکھے ہوئے افسانے ہیں جو صرف اس کوشش میں ہیں کہ مسلمان اس بات کو مان جائیں کہ مسلمان ہی مسلمان کو قتل کر رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ انہی عبداللہ بن سبا کی پیروکاروں نے ہی حسینؑ کو شہید کیا اور اپنا بوجھ یزیدؓ کے سر ڈالنے کے لئے یہ افسانہ لکھ ڈالا۔

44- شب عاشورہ حسینؑ نے اپنے اصحاب و انصار کو جمع کیا اور کہا میں تم سب سے انچی بیعت اٹھا رہا ہوں اور تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم رات کے اندھیرے میں جدھر چاہو نکل جاؤ اور تم میں سے ہر ایک میرے اہل بیت میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر دیہاتوں اور شہروں کی طرف نکل جاؤ تاکہ خدا تمہارے لئے کشائش پیدا کر دے۔ (صحیفہ کربلا۔ 225)

نوٹ ﴿ جیسا کہ پہلے ہم نے دیکھا کہ اسی صحیفہ کربلا میں لکھا تھا کہ میں شہید ہونے جا رہا ہوں اور میرے اہل بیت مجھے دیکھینگے یہی اللہ کی مشیت ہے اور اب یہاں اہل بیت سے ان کو چھوڑ جانے کا کرہ ہے ہیں۔ اگر اللہ کا حکم ہو تو کیا اس کی خلاف ورزی اہل بیت کا شیوا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ایک افسانہ ہے جس میں اہل بیت کا کردار ایسا پیش کیا جا رہا ہے۔ جو کہ ہر اس ان کی شان اور عظمت کے خلاف ہے۔

45- حسینؑ کی اس بات کے جواب میں انصار میں سے زہیر بن قین نے کہا کہ میں ہزار بار قتل کیا جاؤں یہاں تک کہ خدا آپ کو

اور آپؐ کے اہل بیت کو قتل ہونے سے بچالے۔ (صحیفہ کربلا۔ 226)

یہاں پھر وہ تضاد کہ حسینؑ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ میرا کر بلا جانے کا مقصد نبی ﷺ کی پویشن گوئی کو پورا کرنا ہے یعنی شہید ہونا ہے اور آپؐ کے انصار اب تک نہیں سمجھے اور آپؐ کو شہید ہونے سے بچانے کے لئے اپنی جانیں دے رہے ہیں۔

46- حسینؑ نے خطبہ دیا اور فرمایا تم میں ایسے افراد موجود ہیں جو بچ بولنے اور صحیح کہنے میں مشہور ہیں وہ میری بات کی تصدیق کریں گے۔ جابر بن عبد اللہ انصاری، ابوسعید خدری، سہیل بن سعد سعدی، زید بن ارقم، انس بن مالک، سے پوچھو وہ تمہیں بتائیں گے کہ نبی ﷺ سے کیا سنا اس سے میری بات کی تصدیق ہو جائیگی۔ آیا یہ گواہیاں تمہیں میرا خون بہانے سے باز نہیں رکھتی۔ (صحیفہ کربلا۔ 238)

یہاں پھر حسینؑ اپنی جان کو بچانے کے لئے ان کو خطبہ دے رہے ہیں۔ اور ساتھ میں صحابہؓ کی سچائی کی تصدیق کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حسینؑ علیؓ کسی بھی دوسرے صحابیؓ سے کوئی بغض نہ رکھتے تھے اور نہ ہی دوسرے صحابہؓ آپؐ سے یا علیؓ سے کوئی بغض رکھتے تھے بلکہ سب آپس میں رحم دل اور دشمنوں پر سخت تھے۔

47- اہل کوفہ کو خطبہ دیا اور کہا اے گروہ! خدا تمہیں ہلاکت اور مصیبت میں مبتلا کرے تم نے ہمیں فریاد اور عاجزی سے پکارا تا کہ ہم تمہاری فریاد کو پہنچیں اور ہم جلدی سے تمہاری فریاد سے کہنے لگے آگے تو تم نے وہی تلوار ہمارے اوپر کھینچی۔ (صحیفہ کربلا۔ 246)

نوٹ ﴿ یہاں پھر حسینؑ نے اقرار کیا کہ ان کو ان منافقین نے شہید کیا جنہوں نے خطوط لکھے۔ یزید کی فوج نے ان کو خطوط نہیں لکھے تھے۔ بلکہ یزیدؓ کی فوج تو حسینؑ کو بچانے آئی تھی لیکن ان کو فیوں نے ان کو شہید کر دیا۔

48- حسینؑ نے ایک اور خطبہ دیا اور کہا میرے قتل سے ہاتھ اٹھا لو کیونکہ مجھے قتل کرنا جائز نہیں۔ (صحیفہ کربلا۔ 249)

نوٹ ﴿ یہ ایک پھر متضاد بات جو حسینؑ سے منسوب کی گئی کہ وہ لوگوں کو اپنے قتل سے روک رہے ہیں اگر پیشنگوئی ہو چکی اور آپؐ وہاں آئے ہی شہادت کے لئے تو پھر ان کو کیوں روک رہے ہیں۔

49- حسینؑ کا استغاثہ حسینؑ نے فرمایا کیا کوئی ہے جو خدا کے لئے ہماری مدد کرے کیا کوئی دفاع کرنے والا ہے حرم رسول سے دفاع کرے۔ (صحیفہ کربلا۔ 262)

نوٹ ﴿ یہ ایک عجیب بات ہے کہ حسینؑ کو کربلا کے مقام کا بتا دیا گیا اور شہادت کا بھی پتا تھا لیکن پھر بھی لوگوں کو کس لئے مدد کے لئے بلا رہے ہیں۔ جب اسماعیلؑ کو ابراہیمؑ نے خواب سنایا تو وہ فوراً راضی ہو گئے۔ نیچے لیٹ کر انہوں نے کسی کو مدد کیلئے نہ پکارا کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ کیا حسینؑ اللہ کے حکم پر راضی نہ تھے۔ ایسا نہیں بلکہ حقیقت میں جو خواب حسینؑ سے منسوب کئے گئے ہیں وہ سب من گھڑت ہیں۔

50- عبد اللہ بن عمرؓ کی بیوی سے حسینؑ نے کہا خدا تم لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے تم عورتوں کے پاس چلی جاؤ، ان کے ساتھ رہو خدا تم پر رحم کرے عورتوں پر جہاں نہیں ہے وہ واپس لوٹ آئی۔ (صحیفہ کربلا۔ 264)

نوٹ ﴿ جب حسینؑ کو یہ یقین تھا کہ ان کو شہید ہونا ہے اور محمد بن حنفیہ نے بھی ان کو منع کیا کہ عورتوں کو ساتھ نہ لے کر جائیں لیکن آپؐ لے



کر آئے اب عورتوں سے فرما رہے ہیں کہ عورتوں پر جہاد نہیں۔ خیمہ میں چلی جاؤ۔

51۔ جب علی اکبر شہید ہوئے تو حسینؑ اس طرح روئے کہ اس وقت تک کسی نے آپؑ کو اس طرح روتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ سیکندہ نامہ کنناں خیمہ سے باہر نکلتا چاہتی تھی آپؑ نے فرمایا سیکندہ صبر کرو اور خیمہ سے باہر نہ نکلو۔ (صحیفہ کربلا۔ 302)

نوٹ ﴿ جب یہ سب اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہے اور حسینؑ کو یوشن گوئی بھی ہوئی اسکے علاوہ وہ خود سب کو صبر کی تلقین کرتے آرہے ہیں اور خود ایسے روئے کہ کسی نے نہ دیکھا۔ یہ کسی مجاہد کی زندگی کا نقشہ نہیں بلکہ حسینؑ کو شہید کرنے والوں نے یہ رونا پیٹنا ظاہر کر کے لوگوں کی توجہ قاتلان حسینؑ سے ہٹانے کی کوشش کی۔

52۔ حسینؑ نے فرمایا اے لوگو! اگر مجھ پر جرم نہیں کھاتے تو اس شیر خوار بچے پر جرم کرو اس اثنا میں کوفہ کی فوج میں سے تیر مار کر بچے قتل کر دیا۔ یہ حالت دیکھ کر حسینؑ رونے لگے۔ (صحیفہ کربلا۔ 318)

نوٹ ﴿ یہ اتنا بڑا بہتان جو حسینؑ پر لگایا جا رہا ہے کہ وہ ہر وقت روتے رہے اور دوسروں کو صبر کی تلقین کرتے رہے یہ نواسہ رسول ﷺ کی تصویر نہیں کھینچی جا رہی بلکہ ایک افسانہ لکھا گیا ہے۔

### حسینؑ کی شہادت

53۔ جب حسینؑ شہید ہو گئے تو آسمان پر ملائکہ میں کہرام مچا ہو گیا اور بارگاہ خدا میں عرض کی! حسینؑ تیرا گریزیدہ اور تیرے رسول ﷺ کا فرزند ہے۔ خدا نے ملائکہ کے سامنے حضرت قائمؑ کی تصویر ظاہر کی اور فرمایا میں اس قائمؑ کے ذریعہ خون حسینؑ کا انتقام لوں گا۔ (صحیفہ کربلا۔ 238)

نوٹ ﴿ یہ ملائکہ اور اللہ کے درمیان گفتگو کس پر نازل ہوئی یہ کس پر وحی اتری قرآن کی کس آیت میں ہے۔ اگر حسینؑ کی شہادت کے بارے میں نبی ﷺ نے خواب میں بتا دیا حسینؑ کو تو اس وقت قائمؑ کے بارے میں کیوں نہ بتا سکے۔

54۔ جب حرم کی عورتوں نے آپؑ کے گھوڑے کو بغیر سوار کے اس حالت میں دیکھا کہ زمین ڈھلکا ہوا ہے تو وہ سر بر ہند اور بیٹھتی ہوئی خیمے سے باہر نکل آئیں اور بلند آواز سے نالہ و شیون کرتی ہوئی قتل کی طرف گئیں۔ (صحیفہ کربلا۔ 340)

نوٹ ﴿ کیا نبی ﷺ اور حسینؑ کی یہ تربیت تھی کہ عورتیں برہنہ سر نکل آئیں اور بے صبری ہو جائیں۔ یہ نقشہ کسی نے منافقین اور اہل کوفہ کے گھروں کا کھینچ کر اس کو حسینؑ کے خاندان پر چسپاں کیا ہے۔ وہ ایسے لوگ نہ تھے۔

55۔ حسینؑ نے جمعہ 10 محرم سن 61 ہجری کو نماز ظہر کے بعد شہادت پائی اس وقت آپؑ کی عمر 56 سال اور چند مہینہ تھی۔

### حسینؑ کی شہادت کے بعد ہونے والے من گھڑت واقعات

56۔ آپؑ کی شہادت کے بعد زمین کو شدید زلزلہ آیا، مشرق اور مغرب میں تاریکی چھا گئی، لوگ زلزلوں اور بجلی کی ٹرک میں گھر گئے، آسمان سے خون کی بارش ہوئی، آسمان سے چالیس روز تک خون کی بارش ہوئی، سورج کو چالیس دن گہن لگا رہا، چودہ دن تک آسمان حسینؑ پر رویا بعض ستارے آپس میں ٹکرا گئے، ایک مدت تک صبح اور عصر کے وقت درود یوہا پر پناہ خون نظر آتا، (صحیفہ کربلا۔ 340)

نوٹ ﴿ ایک طرف تو یہ کہا گیا کہ حسینؑ کی شہادت اللہ کی مرضی سے ہوئی اور اس کو نبی ﷺ نے حسینؑ کو خواب میں آکر بتایا اور مکہ میں صحابہؓ کے روکنے کے باوجود آپؐ ندر کے۔ پھر یہ ساری کہانیاں کہ آسمان رویا وغیرہ تو یہ سب کس کے فیصلے پر احتجاج ہے اللہ کے یا کسی اور کے۔ یہاں صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کسی کے انتقال یا شہادت سے کوئی سورج گرہن یا ایسے کوئی قصہ نہیں ہوتے جو یہاں کو فیوں نے لکھے۔ حدیث ہے "ابو سعود سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، سورج اور چاند کو لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ چیز دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو" (ابن ماجہ، جلد 2، حدیث 1261)

57- کربلا کے شہدا کی تعداد 72 کسی روایت میں 145، 78، 61، 87 بھی ہے۔ (صحیفہ کربلا۔ 353)

58- جب اسیروں (قیدیوں) نے شہیدوں کے ٹکڑے ٹکڑے بدن دیکھا تو نالہ و مینوں کی آواز بلند کی اور منہ پر طمانچہ مارے۔ (صحیفہ کربلا۔ 371)

علیؑ نے نبی ﷺ کے انتقال کے وقت یہ خطبہ دیا۔ اور کہا اگر آپ ﷺ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور نالہ و فریاد سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ ﷺ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ کر دیتے۔ (نسخ البلاغہ۔ صفحہ 471)

روایت میں وارد ہوا ہے کہ عورتیں صفین کے مقتولین پر گریہ کر رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا تمہارا بچہ عورتوں پر پس نہیں چلتا تم ان کو اس طرح کی فریاد سے روک نہیں سکتے۔ آپؐ آگے بڑھے تو لوگ بھی آپؐ کے ساتھ آ گھڑھے تو آپؐ نے منع کر دیا کہ حاکم کے ساتھ ایسا چلنا مومن کے حق میں ذلت ہے (نسخ البلاغہ۔ صفحہ 747)

نوٹ ﴿ ملاحظہ کیجئے وہ علیؑ اور اہل بیت جو نبی ﷺ کے انتقال پر بھی اسلئے ماتم نہیں کر رہے کہ نبی ﷺ نے منع کیا اور دوسروں کو بھی علیؑ صبر کی تلقین کر رہے ہیں جبکہ اپنے گھر والے اتنے بے صبرے کہ لگتا ہے کہ وہ صرف اس دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے کہ "کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔" (البقرہ۔ پارہ 1- آیت 43) یہ سب نبی ﷺ اور ان کے اصحاب پر بہتان ہے اور ایک ایسی سازش ہے جس سے مسلمانوں کے سامنے صحابہؓ کی ایک بے عمل اور بے صبری تصویر پیش کی جا رہی ہے۔

### زمین کا خطبہ

59- زمینؑ نے کہا کوفہ والو! اے مکار و خیانت کارو! اے بے غیرت لوگو! خدا کرے تمہاری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب ندر کے اور تمہارے نالوں کا سلسلہ ختم نہ ہو۔ کیا تم میرے بھائی حسینؑ کے لئے رورہے ہو روؤ کہ تم اسی لائق ہو، منسو کم روؤ زیادہ کہ تمہارے دامن پر ذلت کی گرد بیٹھ چکی ہے، یہ بدنامی کا داغ تمہارے دامن پر ہمیشہ رہے گا اسے ہرگز نہ چھڑا سکو گے۔

(صحیفہ کربلا۔ 388)

نوٹ ﴿ زمینؑ نے یہ بالکل صحیح نقشہ کھینچا ہے کوفہ والوں کا جن کا تعلق عبد اللہ بن سبا سے تھا اور جو منافقت کر کے عثمانؓ پھر علیؓ اور اب حسینؓ کو شہید کر گئے۔ زمینؑ کی بد دعا کا آج بھی اثر دیکھا جاسکتا ہے۔ ہر طرف آپؐ کو آج بھی وہ لوگ حسینؑ کی شہادت پر روتے اور ماتم کرتے



ہوئے نظر آئینگے۔ دنیا میں انہی کو بھی قتل کیا گیا اور بے شمار صحابہ بھی جنگوں میں شہید ہوئے لیکن اسلام نے کسی کے لئے ماتم یا ہر سال نوہ اور سینہ کو بیاں نہیں کیں۔ بلکہ یہ سب کچھ حسینؑ کے لئے ان کو فیوں نے ایجاد کی جنہوں نے پہلے حسینؑ کو کر بلا بلایا اور پھر بے وفائی اور غداری کر کے ان کو شہید کیا اور آخر میں اپنا جرم چھپانے کیلئے پہلے "توابین" بنے اور پھر بعد میں رونا پٹنا ایجاد کیا تاکہ کوئی ہم کو پہچان نہ لے۔ رب کی قدرت دیکھئے کہ زینبؓ کی زبان مبارکہ سے ہی ان منافقوں کی نشاندہی ہو گئی اور آج آپ پوری دنیا میں ان حسینؑ کے قاتلوں کو باسانی پہچان سکتے ہیں۔

### ام کلثوم کا خطبہ

60۔ ام کلثوم نے کہا اے کو فیو! تمہارے چہرے منور ہو جائیں تم نے حسینؑ کو میدان جنگ اور دشمن کے ہاتھ میں تنہا چھوڑ دیا اور انھیں قتل کر دیا۔ (صحیفہ کر بلا۔ 391)

یہاں ام کلثوم بھی حسینؑ کے قاتلوں کو بے نقاب کرتی ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خطوط لکھے یزیدؓ کے خلاف اور انہی لوگوں نے حسینؑ کو قتل کیا۔

### ام زین العابدین کا خطبہ

61۔ ام زین العابدین نے خطبہ دیا کہ اے لوگو! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے میرے والد کو خط لکھا اور پھر انہیں دھوکہ دیا۔ خدا تم کو موت دے۔ کو فیوں نے کہا اے فرزند رسول ﷺ ہم آپ کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔ آپ حکم دیجئے کہ جو آپ کے آڑے آئے اس سے جنگ کریں اور جو آپ کا فرمان تسلیم کرے اس سے صلح کریں اور یزیدؓ کو تخت حکومت سے اتار کر قید کر لیں جنہوں نے آپ کے خاندان والوں پر ظلم کیا۔ ام زین العابدین نے کہا دور ہو جاؤ اے دھوکہ باز اور بے وفا لوگو! کیا تم میرے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا چاہتے ہو جو میرے بزرگوں کے ساتھ کر چکے ہو۔ اطمینان کرو میں تمہاری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں۔ (صحیفہ کر بلا۔ 392)

امام زین العابدین نے بھی وضاحت کی کہ حسینؑ کو شہید کرنے والے یہی کو فی تھے جنہوں نے محبت اہل بیت کا لباس پہنا ہوا تھا اور یہ بھی واضح کیا کہ جس طرح حسینؑ تمہاری باتوں میں آگئے میں آنے والا نہیں ہوں۔ اب یہ کو فی حسینؑ کو شہید کرنے کے بعد یزیدؓ کی حکومت کو بھی ختم کرنا چاہتے تھے۔

### حسینؑ کے اہل خانہ یزیدؓ کے مہمان

62۔ امام زین العابدین نے یزیدؓ سے کہا میں جمعہ کا خطبہ دینا چاہتا ہوں یزیدؓ نے کہا ٹھیک ہے۔ (صحیفہ کر بلا۔ 456)

نوٹ ﴿ اگر یزیدؓ کو کافر سمجھتا یا یہ یزیدؓ کو کافر سمجھتے اور اپنا دشمن تو اجازت کیوں لیتے اور اجازت کیوں ملتی۔

63۔ جب بھی یزیدؓ کھانے کے لئے بیٹھتے تھے علی بن الحسینؑ گولہ اتارتے اور اسی دسترخوان پر بیٹھتے اور کہتے میرے ساتھ کھانا

کھائیے۔ یزیدؓ نے علی بن الحسینؑ سے کہا: مجھے آپ کے والد پر تعجب ہے کہ انہوں نے آپ کا نام علی کیوں رکھا زین العابدین نے کہا:

میرے والد حسینؑ اپنے والد سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے اسلئے انہوں نے اپنے بیٹوں کا نام علی رکھا۔ (صحیفہ کربلا۔ 465)  
نوٹ ﴿ یزیدؑ اگر اتنا سفاک شرابی، ظالم تھا تو اہل بیت سے اتنی محبت کیوں کر رہا تھا۔ یزیدؑ کو کسی دکھاوے کی کوئی ضرورت نہیں تھی بلکہ  
کوفیوں نے جب دیکھا کہ اگر واقعی حسینؑ یزیدؑ سے ملاقات کر لیتے تو پھر ہم ایک لمحہ بھی مزید اس دنیا میں نہ رہ سکتے تھے۔

### حسینؑ کے اہل خانہ کی یزیدؑ کے ہاں سے واپسی:

64۔ جب یزیدؑ نے اہل بیت کو واپس بھیجنے کا ارادہ کیا تو امام زین العابدینؑ نے یزیدؑ سے تین چیزوں کا مطالبہ کیا۔ یزیدؑ نے کہا: میں نے  
جن تین خواہشوں کو پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے بیان کیجئے تاکہ پوری کر دوں۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا: پہلی یہ کہ میں ایک بار اور والد  
حسینؑ کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ دوسری یہ کہ ہمارے لوٹے ہوئے مال کو واپس کیا جائے۔ تیسری یہ کہ اگر مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تو ان عورتوں  
کے ساتھ کسی معتد آدمی کو بھیج دو تاکہ وہ انہیں ان کے جد کے حرم تک پہنچا دے۔ یزیدؑ نے کہا: آپ کی پہلی خواہش تو پوری نہیں کی  
جاسکتی۔ رہی دوسری خواہش تو میں کئی گنا مال دوں گا اور تیسری خواہش کے لئے یہ ہے کہ آپ کے علاوہ اور کوئی عورتوں کے ساتھ نہیں جائیگا۔  
(صحیفہ کربلا۔ 468)

نوٹ ﴿ یہ ایک ثبوت ہے کہ یزیدؑ حسینؑ کے نہی قاتل تھے اور نہ ان کے اہل خانہ سے نفرت کرتے تھے بلکہ حسینؑ اور تمام اہل خانہ کی  
عزت کرتے تھے۔ یزیدؑ جیسا کہ پہلے بھی بتایا کہ وہ حسینؑ اور ان کے اہل بیت سے کوئی بغض نہ رکھتے تھے بلکہ یہ وہ منافقین اہل کوفہ کے  
لوگ تھے جنہوں نے یزیدؑ اور حسینؑ کو دشمنوں کی طرح پیش کیا اور نہ جیسا کہ ان منافقوں نے من گھڑت تاریخیں لکھیں ہیں کہ یزیدؑ اتنا ظالم  
اور سفاک تھا تو اگر وہ واقعی اتنا ظالم اور سفاک تھا تو یہ باقی کیسے بچ گئے۔ پھر زین العابدینؑ نے اسی غلط فہمی کا اظہار کیا جو کہ منافقین نے  
یزیدؑ کے متعلق پھیلائی کہ یزیدؑ ظالم تھا اس لئے زین العابدینؑ نے اپنے قتل ہو جانے کا خوف دل میں رکھا لیکن یزیدؑ نے ایسا نہ کیا۔

65۔ جب اہل بیت کو شام میں ایک زمانہ ہو گیا تو یزیدؑ نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا اہل بیت کو مدینہ روانگی کا۔ روانگی کے وقت یزیدؑ نے  
امام زین العابدینؑ کو بلا یا اور کہا: اگر آپ کے والد سے میری ملاقات ہو جاتی تو ان کی ہر پیش کش کو قبول کر لیتا اور جیسے بھی ممکن ہوتا انہیں قتل  
ہونے سے بچا لیتا اگر چاس سلسلے میں میرے بعض بیٹے بھی مارے جاتے۔ لیکن جیسا کہ آپ نے دیکھا ان کی شہادت خدا کا فیصلہ تھا، جب  
وطن لوٹنے کے بعد اطمینان سے زندگی بسر ہونے لگے تو مجھے خط لکھئے اور جس چیز کی ضرورت ہو مجھے لکھئے۔ (صحیفہ کربلا۔ 471)

یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جس کی بنا پر منافقین اہل کوفہ کے لوگوں نے حسینؑ کو شہید کر دیا اسی لئے جب حسینؑ نے کہا تھا مجھے یزیدؑ کے  
پاس لے جاؤ تو ان منافقوں نے فوراً شہید کر دیا اور یزیدؑ کے پاس جانے سے روکا اگر وہ چلے جاتے تو حسینؑ کے ساتھ یہ واقعہ پیش نہ آتا اور  
کوفی بے نقاب ہو جاتے۔

66۔ پھر نعمان بن بشیر کو بلا یا اور اس سے کہا: دیکھو! اہلبیت کی آبرو، اور ان کی شان و عظمت کا خیال رکھنا، راتوں کو راستہ طے کرنا، ان



کے آگے آگے خود چلنا اور اگر راستہ میں ان کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو فراہم کرنا، نیز ان کے ساتھ میں سوار اور بھیجے۔ (صحیفہ کربلا۔ 472)

67۔ اور جیسا کہ یزید نے حکم دیا تھا راستہ بھرا اہل بیت کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا گیا جن لوگوں کو یزید نے ان کے ہمراہ کیا تھا وہ نگہبانوں کی مانند انھیں اپنے حصار میں لئے رہتے تھے اور جب کسی منزل پر اترتے تھے تو وہ ان سے الگ ہٹ جاتے تھے تاکہ آسانی سے وضو کر لیں۔ (صحیفہ کربلا۔ 472)

نوٹ ﴿ چونکہ حسینؑ کا کوفہ والوں سے خطوط کا تبادلہ خفیہ تھا اور یزیدؓ کو اس کی خبر نہ تھی اگر ہوتی تو وہ ضرور ایسی ہی حفاظت کرتے حسینؑ کی جیسے ان کے اہل خانہ کی کی۔ لیکن کوفیوں نے جب دیکھا کہ اگر حسینؑ یزیدؓ کے پاس پہنچ گئے تو ہماری موت ہے لہذا ان کو شہید کر دیا۔

68۔ جب سفر کے دوران قافلہ کربلا کے قریب پہنچا تو اہل بیت نے کہا کہ ہمیں کربلا لے چلو جب وہاں پہنچے تو زینبؓ و عورتوں کے درمیان آئیں اور گریبان چاک کیا اور دلوں کو بر ما سینے والا نالہ کیا۔ ام کلثومؓ نے اپنے چہرہ پر ایک سیلی ماری۔ (صحیفہ کربلا۔ 473)

نوٹ ﴿ نبی ﷺ علیؑ، حسینؑ جو تمام مسلمانوں کو گریبان چاک کرنے اور نوحہ کرنے سے منع کرتے رہے اور صبر کا درس دیتے رہے وہ عملی طور پر ایسے بے صبرے اور شریعت کا جنازہ نکالنے والے تھے، نہیں بلکہ یہ سب ان پر ایک تہمت ہے۔

### حسینؑ کی قبر کی زیارت

69۔ جو شخص حسینؑ کی قبر کی زیارت کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے عرش پر خدا کی زیارت کی۔ (صحیفہ کربلا۔ 498)

یہ فضیلت کس نے ایجاد کی۔ اللہ کا حکم ہے یا نبی ﷺ کا علیؑ کا یا حسینؑ۔ ذرا غور کریں کہ کس طرح رب کے عرش کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

70۔ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ قبر حسینؑ کی زیارت خدا کے نزدیک 20 حج کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ افضل (صحیفہ کربلا۔ 498)

نوٹ ﴿ یہ بھی خود ساختہ باتیں ہیں جو ان ہی کوفیوں نے گڑھ دیں تاکہ لوگ دین میں اپنی طرف سے ایجادات کریں اور صحیح دین اسلام کی تعلیمات سے دور رہیں۔

71۔ جو شخص سال میں تین مرتبہ حسینؑ کے مزار کی زیارت کرے وہ مفلسی اور تنگدستی سے محفوظ رہے گا۔ (صحیفہ کربلا۔ 499)

زیارت حسینؑ کی قبر حج کی مانند ایک مرتبہ واجب ہے۔ (صحیفہ کربلا۔ 500)

نوٹ ﴿ جو خود مفلسی اور تنگدستی میں شہید ہوئے اور اہل خانہ حسینؑ کی شہادت کے بعد غمزدہ رہے ان کی تنگدستی دور نہ ہوئی اور زیارت کرنے والے کی ہو جائیگی۔ اسی طرح حج کو واجب کرنے والا اللہ ہے کہاں حج اور کہاں قبر کی زیارت۔

72۔ جو غمزدہ بھی میری زیارت کے لئے آئے گا خدا اسے اس کے خاندان کے پاس مسرور لوٹائے گا۔ (صحیفہ کربلا۔ 499)

### شیعوں کی تحریک کا آغاز

73۔ شیعوں کی تحریک کا آغاز سن 61 ہجری یعنی اسی سال سے ہوئی جس سال حسینؑ شہید ہوئے تھے وہ اسلحہ جمع کرنے اور جنگ کی فکر میں پڑ گئے۔ (صحیفہ کربلا۔ 504)

یہ حسینؑ کو شہید کرنے کے بعد اب یزیدؓ کی حکومت کو بھی ختم کرنا چاہتے تھے اور چونکہ انھوں نے ایک خوف بٹھا دیا مکہ اور مدینہ والوں میں اب ان کی سازشوں کے لئے زمین ہموار ہو گئی لیکن پھر بھی یہ یزیدؓ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے بلکہ خود بے نقاب ہوئے۔

74۔ کوفہ میں شیعہ ایک دوسرے سے ملاقات کر کے ملامت کرتے اور ندامت اور پشیمانی کا اظہار کرتے تھے وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ بہت بڑی خطا کے مرتکب ہوئے ہیں، کیونکہ حسینؑ کو دعوت دیکر اپنے شہر میں بلایا اور پھر ان کی آواز پر لبیک نہ کہا۔ اور ان کی مدد نہ کی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ وہ اس حقیقت کو بخوبی جانتے تھے کہ گناہ قابل معافی نہیں ہے اور ان کے دامن سے یہ ننگ و عار کا دھبہ نہ چھوٹ سکے گا۔ مگر یہ حسینؑ کے قاتلوں سے انتقام لیں یا اس راہ میں خود مارے جائیں۔ یہ تو انہیں کہلاتے ہیں۔ تو انہیں وہ لوگ ہیں جو کربلا میں حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد فوراً نام اور پشیمان ہوئے تو انہیں نے کہا خدا کی قسم ہم نے جنت کے جوانوں کے سردار کو قتل کر کے اپنے اوپر جفا کی۔ اس وقت کوفہ میں پانچ آدمی ایسے تھے جو شیعوں کے سردار سمجھے جاتے تھے۔

۱۔ سلیمان بن صرخر زاعی ۲۔ مسیب بن نجیف زاری ۳۔ عبداللہ بن سعد بن نفیل ازوی

۴۔ عبداللہ بن وال تہمی ۵۔ رفاعہ بن شداد بکلی (صحیفہ کربلا۔ 506)

نوٹ ﴿ اب تو واضح ہو گیا کہ حسینؑ کو خطوط لکھنے والے یہی لوگ تھے انہوں نے ہی حسینؑ کو کیلا چھوڑ دیا۔ اب یہ اس گناہ کا اقرار کر رہے ہیں اور یہی لوگ تھے جو اب یزیدؓ کی حکومت کو ختم کرنا چاہتے تھے ان کا کام صرف مسلمانوں کی حکومت کو کمزور کرنا ہے۔ اب یہ جان دینے کا عزم کر رہے ہیں اور جب حسینؑ کو بلایا تو اس وقت جان جانے سے ڈر رہے تھے۔

75۔ مسیب بن نجیف زاری نے کہا کہ حسینؑ کے سلسلے میں خدا کے نزدیک قرار پائے۔ خدا کی قسم اب ہمارے پاس اس کے سوا کوئی عذر نہیں کہ ہم ان کے قاتلوں نیز ان لوگوں کو قتل کریں جنہوں نے ان کے خلاف جنگ میں شرکت کی۔ (صحیفہ کربلا۔ 507)

نوٹ ﴿ اب یہ سازش کے دوسرے حصہ کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں پہلے حصہ میں انہوں نے حسینؑ کو شہید کیا اور اب دیگر مسلمانوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو ساز باز کر کے قتل کیا۔

76۔ عبداللہ بن سعد بن نفیل ازوی نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے قتل ہونے سے میرا گناہ معاف ہو جائے گا تو میں خودکشی کر لیتا۔ (صحیفہ کربلا۔ 509)

### یزیدؓ کا انتقال

77۔ یزیدؓ کا انتقال نصف ربیع الاول سن 64 ہجری میں ہوا۔ (صحیفہ کربلا۔ 511)

نوٹ ﴿ واقعہ کربلا کے بعد بھی یزیدؓ نے 3 سال حکومت کی اور ان منافقین کو ابھرنے نہ دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ حسینؑ کو شہید کرنے کے بعد اب یزیدؓ کی طرف بڑھینگے اور یزیدؓ نے ایسا اپنی زندگی میں ہونے بھی نہ دیا اور خود اپنی طبعی موت انتقال کر گئے۔